

نعتوں۔ منقبتوں اور
غزلوں کا مجموعہ

غیر شکاری



سید شہاب الدین قادری حقیقی ابوالاعلیٰ
مولفہ۔ بہانگیری شکاری (المستخلص سید زبانی)

تعارف

— از اعجاز احمد شاہ شکوری جہانگیری قادری
 ”غنیۃ شکوری“ کے مصنف برادر مکرم سید شہاب الدین سہیل شکوری
 قادری میرے دیرینہ محکمہ کے ساتھی ہی نہیں بلکہ میرے واجب الاحترام
 پیر بھائی بھی ہیں۔ آپ خالوادہ سادات کے ایک بزرگ خاندان سے تعلق
 رکھتے ہیں، نہایت صاف گو سادہ اور منکسر المزاج ہیں، زندگی کے شب و
 روز گزر رہے تھے کہ رحمت خداوندی نے تلاش حق کی رہنمائی فرمائی
 اور جذبہ سرمدی بیدار ہوا۔ بالآخر حضرت مرشدی مولائی تاج الدین
 سیدنا مولانا الشاہ محمد عبد الشکور قادری چشتی، ابوالحلالی،
 منعمی، جہانگیری قدس سرہ السامی کے دست حق پرست ۱۹۵۲ء میں
 شرف بیعت حاصل کی، علم و ادب اور شعر گوئی سے کسی قدر رکاوٹ تھا چونکہ
 حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کا مذاق سخن بے پایاں تھا اور سلسلہ عالیہ
 میں منقبت اور نعت گوئی کا بڑا ذوق تھا۔ حضرت قبلہ کے اشارہ پر
 آپ کی میلان طبع اس طرف ہو گئی اور حضرت مدوح کے تصرف کا کرشمہ سیکھ
 کہ مصنف موصوف میں جذبہ عشق و محبت بیکہ پیدا ہو گیا اور آپ
 ان کے اظہار کا ذریعہ شعر گوئی سے شروع کیا۔ حسب ارشاد گرامی
 ”ت قبلہ قدس سرہ آپ نے شیخ الکلام حکیم سید غفر حسن زیبا ناری
 اصلاح یعنی شروع کی، چونکہ فطری جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا آپ
 جلد کمال حاصل کر لیا۔ اور یہ مجموعہ کلام (نعت، منقبت اور
 غزل) منصوبہ شہود میں آیا۔ (بقیہ آخر اندر کے صفحہ پر)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَنَّ مِنَ الشَّعْرِ الْحَكْمَةَ "وَأَنَّ هِيَ الْبَيَانُ لِسِرِّ ط"

خبران دیار عالم عشق این خبر میدهند در آفاق
که چشمان دل بین جزو
هر چه بینی بدان که مظهر است
(ما مقیمان)

غزلی شکوری

دلکش روح پرور ایمان افسر و نعتوں
منتقبتوں اور غزلوں کا مجموعہ

تبدہ بندگان مستانیم
خادم خادمان تحساریم
(ما مقیمان)

مصنفہ :-
سید شہاب الدین قادری حشتی ابوالعلانی
شکوری (التخلص سہیل زبیدی)

بلغ العلیٰ بکمالہ - کشف الدجیٰ بحیالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

(جملہ حقوق محفوظ)

مصنف - سید شہاب الدین شکاری قادری
ناشر :- الحاج رشید احمد قریشی رونی شکاری قادری
کتابت :- مفتی اویس خان کاتب مداد پندی اسلام آباد
طباعت :- ملری پریس صدر سی روڈ - راولپنڈی
صفحات :- ۱۲۸ علاوہ ٹائٹل
تعداد - ایک ہزار (۱۰۰۰)
ایڈیشن = پہلی مرتبہ - نومبر ۱۹۸۲ء

ملنے کا پتہ

سید شہاب الدین شکاری S-3/25 سعید آباد کراچی
الحاج رشید احمد قریشی ۵۰۲ سیکٹر ۱/8-G اسلام آباد
صوفی محمد عظیم - سی کار یگر واہ فیکری

انجمنہ مدرسہ شاہ شکاری قادری C-214/J-
آریہ محلہ راولپنڈی

تہت - تین روپے

تبرکات

از کلام

امین العارفین حضرت شاہ محمد عبدالرؤف فیہ نور اللہ
مرقدہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ شکاریہ
بستی جیلانہ کارڈن ٹاؤن لاہور

معذرت

میری لغزشیں درگزر کیجئے گا
توجہ کی جگہ پر نظر کیجئے گا

جو تارائیاں مجھ سے سرزد ہوئی ہوں
براہ کرم درگزر کیجئے گا

سہیل (زیبائی)

نعت

اے مادِ عرب اے ختمِ رسل اک جلوہ تمہارا کافی ہے
 مشتاقِ تجلی کے حق میں اتنا ہی نظارہ کافی ہے
 اتنا جو سہارا مل جائے اتنا ہی سہارا کافی ہے
 حضرت کی نگاہِ کامل کا ہلکا سا اشارہ کافی ہے
 ہونے کو ہزاروں جلوے میں کونین کی محفل میں لٹکے
 مجنوںِ سنجائی کو ان کے بس آتے کا نظارہ کافی ہے
 اس در کی نوازش کے صدقے اس در کی گدائی ہے شاہی
 ہم کو تو فقط اے ختمِ رسل! یہ در ہی تمہارا کافی ہے
 دربارِ سخا میں حاضر ہوں مجھ پر بھی کرم ہو جائے گا
 قصیدہ کی سی توجہ بھی ہے بہت ادنیٰ سا اشارہ کافی ہے
 اس چشمِ عطل کے میں تیراں اک دردِ مکمل بخش دیا
 دینا کے طلب میں یہ تیر جینے کا سہارا کافی ہے

غزل

تیرے ہر بیتِ مودہ آسمان ہے
 ناکھانوں کا بھی سر نہ اٹھانے کا میں بیان ہے
 مرا شعلہ یہی ہے مجھے کیا غرض تہاں کے
 تیرا آرزو میں جیسا تیری جستجو میں ہنا ہے

تمہے در کا جو گد اہوا سے خوف حشر کیا ہو، جو غلام آستان ہوا سے کیا خطر جہاں سے
 کہیں اور کیوں وہ جائے کہاں وقت کی گواہی جسے تکلیف آپ پر ہوا سے کیا غرض جہاں سے
 نہ ہے محفل شکر کی یہ عطا یہ بے لطف بہیم بخدا ملا ہے جو کچھ وہ ملا تجھے یہاں سے
 اسی آستان کا صدقہ مری زندگی ہے تیرے
 مجھے فیض مل رہا ہے اسی سنگ آستان سے

غزل

مجھے بخودی نہ کیوں ہو دم بیکار نہ ہو
 تجھے وقت زندگی نے یہ بتا کر رکھا دیا ہے
 یہ ہزار ادب بلازم اس کی رنج نہ سجدہ کرنا
 نہیں کسی نے نہ بجا ہوں تمہیں کس بھلا دوں
 بہ نگاہ لطف دیکھو کہ عتاب کی نظر
 یہ کمال مجھ میں نہیں کسی عمر بھر نہ ہوتا
 مجھے اک نگاہ ان کی اڑی لے کے آسمان پر
 یہ نگاہ لطف ساقی مئے حق نما پلا دے

مری روح کو جو گادے ہرے دل کو جگمگا دے
 نہیں کھیل ان کی نسبت کہ ہے درد دل بہ قسمت
 جسے یہ لگن عطا ہو جسے یہ تڑپ بخدا دے
 مرے ہاں دل و جاں نہیں اور کوئی ارماں
 مجھے بخشش کر غم دل مری زندگی بنسا دے

عجیب اک نظر ہے اُن کی ہے اس میں طرہ شوخی
 جسے چاہے وہ ملا دے جسے پہنچے ہنسا دے
 نہ خودی لہے نمایاں نہ ہوں بیخودی کے سامان
 مجھے لیوں پلا دے ساقی تجھے اس قدر تھکا دے
 وہی اس کی زندگی ہے وہی اس کی بندگی ہے
 تجھے یاد کرنے والا تری یاد کیوں بھلا دے
 وہ حیات سربلوی کا نظر آئے اک سراپا
 جو تمہارا نام لے کر کوئی اپنے کو مٹا دے
 جو حجاب میں ہے باقی جو چھپی ہوئی ہے ساقی
 مری چشم آرزو کو وہ تجلیاں دکھا دے
 بخدا جہاں میں نہیں نہیں منہ نہ ٹھہری رہے
 جسے وہ نگاہ چاہے اسے چرخ پر اُڑا دے

منقبت

میری قسمت جلوہ دیدار تاج الاولیاء
 دونوں عالم کی تجلی و کھنسا رہتا رہا میں
 اضطراب دل کی قیمت مرے دل سے چھپے
 دولت عرفان حق سے اکا جھلی جھلی
 کہ جہاں دوقیاسی حق میں لگا ہوا ہے
 نہ مل عالم میں رہ سو ہے زبانِ حق پر
 میرا حصہ خدمت دربار تاج الاولیاء
 دولت دارین ہے دیدار تاج الاولیاء
 تراب میں ہے نہال آثار تاج الاولیاء
 گیا جو بس دربار تاج الاولیاء
 حق کا حق استنار سرتاج الاولیاء
 نگہ کوئے لذت نہار تاج الاولیاء

اگر کیا بیادیں دنیا میں لاکھوں گنہ گار
 دونوں عالم میں بصارت کو حاصل ہو گئی
 ایک فیض خدائے بیدار تاج الاولیاء
 جسکی نظر میں ہر شخص بیاد تاج الاولیاء
 چرخ کی گردش مبارک چرخ پر نور شید کو
 عرش ہے میرے مجھے دربار تاج الاولیاء
 جسے ترے کوچے کی خدمت ملی ہے
 اُسے نعمت باغ جنت ملی ہے
 غنچے جبکہ تم نے بنایا ہے اپنا
 سرے دل کو ہر غم سے فرصت ملی ہے
 بنائے گی عیشیں بگڑی ہیں رہی
 تمہارے جو ہم کو یہ نسبت ملی ہے
 نہ اُسے کامرانی کی جو کھٹ سے میرا
 بڑی مشکلی سے یہ نعمت ملی ہے
 وضائے کاکرم ہے یہ لطف شکور
 یہ دولت انہیں کی بدولت ملی ہے

ترے سنگ در پر ہے قربان ہر دم
 بہت خوب نیر کو قسمت ملی ہے

نعت

سب سے ہے عیاں جلوہ عرفان محمدؐ
 دنیا کی نہ حسرت ہے نہ جنت کی امتنا
 کیا کوئی کرے وصف غلامانِ محمدؐ
 بس جو محمدؐ ہیں غلامانِ محمدؐ
 یہ داؤدِ شکر کا ہے اعلانِ اسلام
 بخشوں گلا نہیں جو میں غلامانِ محمدؐ
 تھے تخت نشین تھے محافظِ نبیؐ کا
 گردِ میں بہت الے غلامانِ محمدؐ
 یہ حکم ہے کہ نہ انہیں خلکِ دربان
 اس باغ کے مالک میں غلامانِ محمدؐ
 ذرے کو بنا دیتے ہیں نور شید وہ نیر
 دیکھے تو کوئی فیض غلامانِ محمدؐ

غزل

ترے در پہ سجودے کئے جا رہا ہوں
 مقدر سے میں یوں جسے جا رہا ہوں
 نگاہوں سے ساقی کی دل رات میں بھی
 شراب حقیقت پیئے جا رہا ہوں
~~میں نے~~ جان تصور
~~میں نے~~ توجہ کئے جا رہا ہوں
~~میں نے~~ محبت کا مجرم ہوں میں بھی
 یہ بخشش کا ساماں کئے جا رہا ہوں
 شکور کا ہوں کیا خوف محشر کا جھکو
 یہ اک خاص نسبت لے جا رہا ہوں
 نہ جائے یہ کہنا کوئی آج ساقی
 کہ محفل سے میں بے پیئے جا رہا ہوں
 نوازیں گے جھکو کرم سے وہ دیر
 اس امید پر میں جسے جا رہا ہوں

غزل

ہر طرف حسن شکوہی تارہ امکاں دیکھے
 سامنے ہے رات دن وہ روتے تارہ دیکھے
 یہ جہانگیر کی تخیلی اور فیضانِ رضا
 آج نگاہِ خاص انکی بن گئی دریا نور
 دل کے داغوں کو دوسال لگیا انکا مال
 انکا لفظِ تبسم نے ٹٹلے دل کے غم
 جب سے ہے ہر جا میں اس سناٹے کی یاد
 اے دل ہے کہ تم مجھ پر غنائت کدیں
 دیکھے موجوں پہ موج بحرِ عرفاں دیکھے
 ہو گئے ہیں یہ دل جلوہ سماں دیکھے
 لہوِ اعلیٰ رنگ سے کیا دیار لیاں دیکھے
 موجزن ہے ہرے دل میں حسنِ عرفاں دیکھے
 دے اس جھوٹے گھر میں یہ حیرتِ عالم دیکھے
 بن گئی موج سکون پہ موجِ لوفان دیکھے
 مل گئی تھمکو بھی تقدیرِ سلیمان دیکھے
 دل کے آئینہ میں وہ شہسباز تھاں دیکھے
 جلوہ کوہی سے بخشی اُسے تاب نہ گی
 نیرِ ناچیز پر یہ ان کا احسان دیکھے

منقبت

جو کچھ ہے جیتے جی ہے دیارِ شگور میں
 مری تو زندگی ہے دیارِ شگور میں
 وہ پاگیا ہے منزلِ اسرار کا پتہ
 جس دل کو بچو دی ہے دیارِ شگور میں
 ہر ذرہ تابناک ہے رحمت کے نور سے
 جلوہ دل کی چاندنی ہے دیارِ شگور میں

تعبیر کرتے ہیں جیسے جنت نام سے
 دیکھو فضا یہ ہے دیارِ اشکور میں
 نیر کی زندگی سے تو یہ بات لو چھوڑ
 شیر کی زندگی ہے دیارِ اشکور میں

غزل

پھر رہا تھا مارا مارا اس کو بھولوں کس طرح
 پاکیا ہوں درمہارا اس کو بھولوں کس طرح
 میرے بابا ایمیرے ماوی میرے آقا ہیں یہی
 بچہ کو بخشا ہے سہارا اس کو بھولوں کس طرح
 آج دنیا میں درشاہ رضا ہے بالیقین
 بے سہاروں کا سہارا اس کو بھولوں کس طرح
 اٹھ کرے سجاؤں آپ کے در سے کہاں میں بے نوا
 ہے اسی در پر گزارا اس کو بھولوں کس طرح
 اللہ اللہ اک نگاہ فیض کا حسن کرم
 مری ہستی کو نکھارا اس کو بھولوں کس طرح
 در بر شاہ رضا ہوں بردر شاہ اشکور
 مل گیا نیر سہارا اس کو بھولوں کس طرح

شاہ شکر ہوئے عرفاں تمہیں تو ہو
 تسکین چشم و قلب کا ساں تمہیں تو ہو
 آنکھوں کا چین دل کی تمنا تمہیں تو ہو
 ناظم ہے جس سے زیست وہ ساں تمہیں تو ہو
 عاصی ہوں پر غطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں
 مقبول چشم رحمت یزداں تمہیں تو ہو
 جھکتی ہیں سرکشوں کی جہاں آکر گردنیں
 وہ قطب وقت خواجہ دوران تمہیں تو ہو
 تیرا کو ہو تمہیں یہ بھروسہ نہ کس لئے
 اس عاجز و غریب کے پرسان تمہیں تو ہو

غزل

یہاں یوں انجمن میں ان سے دل کی آرزو ہوگی
 نگاہیں با ادب ہوگی لبوں پہ گفتگو ہوگی
 حرم ہو رہی ہو کوئی جگہ تو نہج کہیں پر ہوں
 تمہاری آرزو ہوگی تمہاری آرزو ہوگی
 اُسی کی خاک سے جھانک گا رنگ جلو کا عرفاں
 فنا جو سمجھ پہ پہنچے اُسی میں تیرا ہوگی
 ہمیں وابستگی حاصل ہے اس محبوب کا مل سے
 ہماری نا امیدی بھی کمال آرزو ہوگی

مناسب ہے کہ تم پردہ الٹ دو گے ورنہ
 میرا چہرہ بھی تو میں گناہ جستجو ہوگی
 جسے تیری نظر کی بجلیاں ہنس کر جلا دیں گی
 اسی آئینہ دل کو میسر آبرو ہوگی
 جھٹک دیں گے نقاب رخ جو وہ آگرہستان میں
 فنا ہو جائیگی شبنم صبا بے آبرو ہوگی
 حقیقت غنچہ و گل کی وہ کھائے گا اے نر
 نظر جس کی گاہِ تماں میں فدائے رنگ و بو ہوگی

شہرکات

غوث الاعظم بہن بے پرو سا مادر
 حیدریم قلم بر مہمست
 پیشو اے تمام زندانم
 شاہ ہرست جیسے و بادشاہ ہرست حسین
 سر داد نہ داد دست در دست نیرید
 اے چہرہ زیبائے تو رشکِ تباہی آری
 آفتاب اگر دید ام بہ تباہی و زریہ ام
 موی تو شدم تو موی شدم تن تو شدم تو جان شدم
 خسرو غریب است کہ افتادہ درویش
 بخوبی پہچانے تائیدہ ناشی

قبول دیں مددے کوئے ایماں ہر دے
 بندہ حرقۂ علی ہستم
 کہ سگ کوئے شیر نیرہ دام
 دیں ہست حسین دیں پناہ ہست حسین
 حقا کہ بنائے لالہ ہست حسین
 ہر چند وقت یکم لیکن ازاں بلا آری
 بسیار خیال دیہ ام لیکن تو چہرے بیکری
 نکمسی نہ گوید بعد ازین دیگرم تو دیکری
 باشد کہ از لہ خدا سوئے غریباں شکاری
 بملک و لبریا یا نیستہ باشی
 (باقی ص ۱۳ پر)

نذرانہ عقیدت

یہ مختصر کتابچہ دراصل ایک کلمہ تہ عقیدت ہے جو کسی چشم
 کیمیا صدف کی توجہات و تصرفات کامرہون منت ہے۔ اس میں رنگا
 رنگ گلپائے افسانہ سجائے گئے ہیں جسے دیکھ کر سنکر بڑھکر ان ارباب و
 تصوف کی مجلسوں اور صحبتوں کے نگین و پراسرار مناظر آنکھوں کے سامنے
 آن واحد میں آجاتے ہیں جس سے قلب و نظر پر کیف و سرور اور
 وجد و حال کی بارش ہونے لگتی ہے۔ روح کو سکون حاصل
 ہوتا ہے۔ ایمان میں تازگی آجاتی ہے۔ دل عقیدت اور محبت
 کی سچنگی سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ فہم میں ایک ایسی حق
 آشنا برقی لہر دوڑ جاتی ہے جو دیر تک کے لئے ایک
 سنہری اور پرسکون دنیا میں گم کر دیتی ہے۔
 ”تاج الاولیاء“ حضرت مرشدنا آفتابی الشاہ صولانا
 محمد عبدالشکور قادری چشتی، ابوالعلائی ماسمعی، جہانگیری
 قدس سرہ السافی کے فیوض و برکات کی بدولت ہی مجھے اس
 کلمہ نئے معرفت کی ترتیب و تدوین کا حوصلہ ہوا۔ اس لئے میں
 نے انھیں کے اسم گرامی کی نسبت مجھے کلمہ نذرانہ کا نام ”غیر و شکوری“
 رکھ کر بعد خلوص و عقیدت قبلاً عالم مرشدی حضرت نور اللہ
 مرقدہ لے نام سے ہی معنون کرتا ہوں،

عمر گز قبول افتد ز سہ عز و شرف
 آپ کی محفل سے وابستہ ہیں دل کی دھڑکنیں
 آپ کی محفل سے اٹھ کر اب کہاں جائیں گے ہم

بندہ درگاہ -

سید شہاب الدین سہیل قادری حقیقہ شاعری

بقیہ تبرکات

جہاں سبزی اگر در غمزه آئی شکر دینکہ اگر در شہ رہ باشی
 کج در پیش را کشتی بہ غمزه کرم کردی الہی فندہ باشی
 ز قید دو جہاں آنا دیشم اگر تو ہمنشین بندہ باشی
 بہ قدری و نشو و نما ہزار راں خانماں بر کندہ باشی
 لے دل بگیر دامن سلطان اولیاء یعنی حسین ابوعالی جان اولیاء
 بڑ دست قبولی دل بہ دست شاہدانی کہ دست اولیاء در حقیقت دست تریانی
 نیاز اور دنیا بہت ہے سرور جان تو کہ احببت کو لائے علی داری نہ سلطانی
 جو بہار کے مکتب عشق میں تیری مقادیر جو کھا لپٹ کھا نیا تر کا عشق دل بہ لپٹ
 پھر زائے یار جانید نگارینہ انہم کو سب کو دیکھتے ہیں دیکھتے ہیں تیری سوا
 کسی نے کون خوش نوائی کسی سے نالہ و رنج مگر یہ اندر کبریا کی نعم سراپا نہیں لہو کجا

فلک پہ ہیں مہر و سہارہ روشنی فرم پر نور الہی ہر

مگر یہ حقائق اسے شہریا عزیز دیکھتے ہیں کہ لکھا

(از سیرت منیر الدار)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیب

محمدؐ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ
 و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین
 اما بعد گزارش ہے کہ یہ مختصر سا گلہ "غنیۃ مشکوری"
 جو پیشین ناظرین ہے ایک دانش ور روح پرور اور ایمان افروز
 منتخب نعتوں، منقبتوں پر تصوف، غزلوں اور مختلف اشعار
 کا مجموعہ ہے۔ مجھے نہ تو سخن گوئی کا دشمنی ہے نہ میں کوئی مشاق
 ادیب ہوں۔ یہ تو کسی کی نگاہ فیض بار اور کیمیا صفت توجیہات
 کا کرشمہ ہے جو محمدؐ جیسے بے بضاعت کو ایسے ایسے بیش قیمت
 خزانوں اور انمول جواہروں کے فراہم کر لینے کی توفیق بخشی
 چلی گئی۔ سچ ہے گا۔

آنکھ ان سے کیا لڑی مری دنیا بدن گئی
 نہ ادیب ہوں نہ طبیب ہوں نہ سخنسوزوں میں شاعر ہوں
 مری کائنات حیات کیا فقط ایک مشیت غبار ہوں
 ر سہیلی

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ اور اللہ کے

رسول کا تقرب اور خوشنودی حاصل ہو بلاشبہ مستحسن اور ضروری ہے،
 اسی طرح ہر وہ کام جو اللہ اور اللہ کے رسول سے دوری اور ناراضگی
 کا سبب بنے بیشک وہ غیر مستحسن اور غیر ضروری ہے جس سے اجتناب
 لازم ہے۔ اسلام میں اور تمام کاموں کی طرح شاعری کے لئے بھی
 حدود و اربعہ مقرر ہیں۔ ایسی شاعری جو حکمت پر مبنی ہو اور
 شریعت کے دائرہ سے باہر نہ ہو، باعثِ حجت ہے۔ یہ
 ایک لطیف فن ہے جس کا روح سے براہ راست تعلق ہے۔ اس
 کا فعل زود اثر اور دیرپا ہوتا ہے۔ اگر شعر میں پاکیزہ خیالات
 ہوں تو روح میں پاکیزگی اور لطافت پیدا کرتے ہیں جس طرح
 ایک مومن کے دل کی وسعت بے پایاں ہے اسی طرح شعر
 کی جامعیت، طول و طویل خیالات اور کسی امر کے معنی و
 مفہوم کو مختصر سے مختصر الفاظ میں سمونے اور سمجھنے سمجھانے کی
 بے انتہا صلاحیت رکھتی ہے،

مندرجہ بالا جامعیت و صلاحیت کے پیش نظر اکثر و بیشتر
 اولیاء اللہ نے صنفِ شعر و ادب کو شہرت اور دنیا حاصل کرنے
 کی غرض سے نہیں بلکہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے اور راہِ حق
 میں بندگانِ خدا کی رہبری کے پیش نظر اشعار میں بھی معرفت
 الہی کے رموز و اسرار کی جانب متوجہ کرنے کے لئے زود اثر
 دل نشین اور لطیف پیرایہ بیان فرمایا ہے۔ معرفت الہی کی راہ
 میں مطلوب و مقصود حاصل کرنے کے لئے بے شمار طریقے رائج
 ہیں۔ ان میں ایک طریقہ صنفِ شعر و ادب کا بھی ہے جس کو

اہل اللہ نے اختیار فرمایا۔ شعرو شاعری عین مقصد نہیں بلکہ
عقائد الہی کی راہ میں یہ سب زوائد طریقہ بہتے جو روح اور
دل کے لئے نشتر کا کام دیتا ہے۔

اکثر پیران سلسلہ کے اعراس طیبہ کے مواقع پر معلوم
محافل ذکر و فکر و عطا و عینہ کے لئے علاوہ محافل شعر
و ادب بھی منعقد ہوا کرتی تھیں اور صاحب عرس رحمتہ اللہ
علیہ کی ذات گرامی متعلق منقبت کی نشست بھی ترتیب
دی جاتی ہے۔

دور ایسا کوئی دور نہیں آتا کہ صنف شعرو ادب اہل
اللہ کی توجہات سے محروم ہو۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں جہاں
اہل تصوف نے دور بہت سے طریقہ اختیار فرمائے ہیں انھوں نے
شعرو ادب سے بھی کام لیا ہے۔ صرف حضرت علی گورم
الہیہ و جہد کی ذات گرامی نہیں، سیدنا محی الدین حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم اقوال
میں بھی حضرت مشکوٰۃ و حضرت عطارؒ اور حضرت مولانا
رومؒ کا نام ہی نہیں، حضرت مولانا نظامیؒ کی گنجوی حضرت شیخ نسوگ
شیرازیؒ کی حافظات حضرت حامیؒ کا نظام الدین حضرت
خواجہ معین الدین سنہریؒ اجمیرنا علیہ رحمۃ حضرت سید علی
ہمدانیؒ المعروف داتا گنج بخشؒ رحمۃ اللہ علیہ حضرت
یوسفیؒ تلمذ حضرت صلاحیؒ نظام الدینؒ اولیاء رحمۃ اللہ
علیہ حضرت خواجہ قطب الدین گامیؒ حضرت بابا فریدؒ

مشکر گنج حضرت امیر خسروؒ کے علاوہ اور بھی بے شمار
اہل اللہ اور بزرگان دین کے جامع کلام مختلف زبانوں
میں زبان زد خاص و عام ہو کر مذکور الصدور دعوئے حق
مقابل تردید دلیل ہے۔

(گلبن رضا مرتبہ زیبا نارو کا)
موجودہ دور میں اردو زبان عالمگیر بن چکی ہے، جہاں اور دیگر ادارے
اردو دستور و ادب کے حامی و معاون ہیں اردو شعر و ادب پر اہل
اللہ کی توجہات بھی بڑھنے لگی ہیں۔

چنانچہ مندرجہ بالا مقاصد کے پیش نظر تاج الاولیاء
حضرت سیدنا شاہ محمد عبدالشکور قدس سرہ نے طریقیہ شعرو
شاعری کو بھی اختیار فرمایا۔ اس کی ریختہ کی اور عام
و خواص کی روحانی ترقی کے لئے اس کو بیرونی کاروائی کے ایک
روز ماہ نومبر ۱۹۷۹ء میں جب حضرت قبیلہ بیروم شریف قدس سرہ کی
خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو دوران گفتگو میں مسکرا کر اپنی اور
اپنے ایک پیرو ہائی حضرت جوہر قدس سرہ کی شاعری کے
مثنوی اور مثنوی فرمایا کہ ہم کو بھی بھی شعر گوئی کا شوق تھا۔
اس کے بعد فرمایا کہ شاعری بہت تردد ہے۔ حضرت نے اپنے
اور اپنے پیرو ہائی کے چند اشعار بھی مسکراتے ہوئے سنائے اور
جو مجھے یاد تھے اور میں نے نوٹ کر لئے تھے بطور تبرک دیجہ ذیل ہیں۔

خود رفاقت پر ہے غرضیہ ناز کے
بدے گھٹ کے لکھ کے تھا لگی ہولی

مکس نہیں کہ آگے لگے اور دھواں نہ ہو

بجس کا ہے کلام بڑھا شاعر ویا آج
عبدالشکور حیف ہے کہ قدر داں نہ ہو

کبھی کبھی میں فیض بازنگا ہوں کے طفیل منقبت یا نعتیہ کلام
لکھ کر حضرت کی خدمت میں ہدیہ نہ روانہ پیش کرنے کی غرض
سے جیب میں رکھ لیا کرتا لیکن سنانے کی ہمت نہ ہوتی۔ حضور
خود ہی مسکرا کر دریافت فرماتے ”کچھ لائے ہو؟“۔ دبی زبان
میں آج تہ سے یہی جواب دیتا ”جی ہاں“ پھر مسکراتے ہوئے
ارشاد فرماتے ”اچھا سناؤ گا بعدہ اٹھ کر منانے لگتا ہے
بڑھتے بڑھتے آنسوؤں کی لڑیاں بندھ جائیں اور حرف بکھل
نظر آئے اور انداز سے سے میں بڑھتا جاتا سبحان اللہ
کیا فیض بار نگاہیں تھیں۔ ان کی جادو نظری پر سو

جان سے قربان

آنکھوں آنکھوں پلا گیا کوئی

مست و بیخود بنا گیا سوئی

رواج الاولیاء سید کا مولائی و مرشد کا حضرت شاہ
عبدالشکور قدس سرہ کی ذات گرامی تقریباً تیس سال
مکمل نصیر آباد جہان پور ضلع اجمیر شریف میں سلسلہ
عالیہ کی روایات کے عین مطابق الی اللہ رشتہ ہدایت

کام کن بنی رہی۔ زان بعد و نسل برس ملک سکندر آباد (یونی)۔
 رونقا افروز رہے۔ آپ کے بیشتر متوسلین پاک و ہند میں حق
 نیابت و خدمت بجالانے میں مشغول ہیں، تقسیم ہند
 کے بعد سے آپ بستی جیون پانہ کارون ٹاؤن لاہور
 میں منتقل طور پر اقامت پذیر رہے اور پیر الہیہ سلمہ
 کے عکس طبعہ معمولاً ہر نئے وقتے جن میں بے شمار
 عقیدتمندانہ اولیائے لام پاک و ہند کے مختلف مقامات
 سے آکر شریک ہوتے اور فیض و برکات سے مالا مال
 ہو کر واپس جاتے۔ فیض و برکات کا یہ سرچشمہ اور رشید ہدایت
 کا یہ آفتاب بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳ جولائی
 ۱۹۵۵ء بروز پیتھ پوریت شام سات بج کر تیس منٹ
 پر غروب ہو گیا اور عید قربان کی مسرتیں شام غریبان میں تباہیل ہوئیں
 انا للہ وانا الیہ راجعون۔

از گلزار اشکوری مرتبہ زبیر اناروی

پیر کامل ماہ تہان رضا	وہ درخشاں تہ عرفان رضا
آسمان معزت کا آفتاب	خدا میں ہے آج تہماں رضا
راہ تسلیم و رضا کا امام	ساقی میخانہ عرفان رضا
پیر کامل پیر کی شب چیل بسا	پیکر عہد وفا جان رضا
دسویں ذی الحجہ کو بوقت یہ شام	چھپ گیا خوشید تہاں رضا

سار عمر آغوش رحمت سے ہیل

خدا میں ہے آج تہماں رضا

”گلدستہ قمر رضا“ حصہ اول صوفیانہ و عاشقانہ غزلوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جہانگیر یہ سلسلہ کے مشاعرہ کا انتخاب ہے۔ یہ گلدستہ سال ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳۴۱ھ میں سرپرستی حضرت مولائی و مرشدی شاہ عبدالشکور قدس سرہ شائع ہوا (مقام اشاعت شکور منزل محلہ جہانگیر یہ نصیر آباد مطبوعہ جامعین پریس اجمیر شریف) اس گلدستہ سے حضرت کے فیوض و برہات کی جھلک نظر آتی ہے۔ گلدستہ قمر رضا حصہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاعروں کی یہ پہلی کڑی ہے جو کئی صورت میں شائع ہوئی۔ آج سے تقریباً ۵۷ سال قبل کے مشاعرہ کی جھلک ہے جس کو پڑھنے سے انسان کیف و سرور کی دنیا میں گم ہو جاتا ہے۔

غزلوں کا دوسرا مجموعہ ”روضہ الرضا“ بھی میرے پیش نظر ہے۔ یہ پاکستان میں حسب الارشاد حضرت مولائی مرشدی محمد عبدالشکور تاج الاولیاء قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوا۔ اس کے ناشر میراجی لکھنوی ہیں۔ غالباً ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۲۴ء تک جو مشاعرے حضرت کی سرپرستی میں وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف مقامات پر منعقد ہوتے رہے ان مشاعروں کا انتخاب ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ان مشاعروں سے آپ کو روتناس رائی اور منتخب (شعار بعنوان جھانکیاں درج کریں تاکہ ناظرین بھی فیوض و برکات سے مالا مال ہوں لیکن اس کتابچے میں گنجائش مشکل ہے۔ دعا

ہے کہ کوئی صاحب ذوق اس کام کو انجام دیں۔
 تیسرا مجموعہ ”گلبن رضا“ بھی حضرت قبلہ کی حیات مبارکہ
 ہی میں ۱۹۵۵ء میں جیون ہاؤس کارڈن ٹاؤن لاہور سے
 حضرت امین العارفين الشاہ محمد عبدالروف نمبر صاحبزادہ
 وسجادہ نشین دربار شکوریہ نے شائع کرایا۔ اس میں ۱۹۵۴ء
 کے مختلف مشاعروں کا انتخاب ہے۔

چوتھا مجموعہ ”گلزار شکوری“ ہے یہ حضرت قبلہ کے
 وصال کے بعد شائع ہوا اور اس میں ۱۹۵۶ء تک کے
 مشاعروں کا انتخاب ہے۔

علاوہ بریں اور بھی مختلف مقامات پر حضرت
 کی سرپرستی میں مشاعرے ہوئے اور بے شمار شاعروں کے
 کلام غیر مطبوعہ ہیں۔ ممکن ہے آئندہ ان کی بھی اشاعت ہو جائے۔
 مندرجہ بالا حقائق سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم
 نے مسلسل فن شعر و ادب کو لوگوں کی رہبری کے لئے بروئے کار
 اختیار فرمایا۔

”گا ہے گا ہے یاد کن ایں قصہ پارینہ را
 بندہ درگاہ سید خہاب الدین قادری چشتی البوالعلائی
 منعی جہاگیری شکوری المتخلص سہیل زیبائی (ابن سید شاہ
 نجم الدین مرحوم و مغفور چشتی البوالعلائی کا بری گیاوی)
 مکان نمبر ۷۰ سیکٹر ۳ سخود آباد کراچی ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

①

حمد

حمد کے لائق ہے تو اسے کبریا
 ہر صفت لایا ہے پس ترے لئے
 اے خدا تو پاک ہے بے عیب ہے
 رطف ترے ہم پہ ہیں لے انتہا
 اشرف المخلوق کا رتبہ دیا
 پیرو مرشد سیدی عبد الغفور
 دین و دنیا عقل و دل بخشے تجھے
 ذرہ ذرہ کیوں نہ ہو جڑنا
 تو نے ہی ارض و سما پیدا کئے
 مالک کوں و مکاں لا ریب ہے
 رحمتوں کی بارشیں بھی بر ملا
 پھر بنایا امت خیر الوری
 تو نے بخشا ہم کو اے رب عفور
 بھول سکتا ہوں بھلا کیونکر تجھے

ہے ہمیں لے لیا کی التجا
 تو ہو دل میں اور یاد معطر

نعت

②

کہتی ہے مجھے دنیا دیوانہ حجر کا
 جب سوئے مدینہ رخ ہوتا ہے دم و حشر
 سو جان سے صدقے تنور رسالت پر
 اللہ و محمد کی منظور ہے خوشنود
 میں روز ازل سے ہوں ستانہ محمد کا
 پاتا ہے سکوں کیا کیا دیوانہ محمد کا
 کس شان سے ہے قربان پروانہ محمد کا
 اس درد میں رہتا ہے ستانہ محمد کا

گم گشتہ ازل ہے تو سید کے جاؤں میں شیدائی غمگر کا دیوانہ حمار کا
 دیکھئے تو ذرا کوئی سمجھے تو ذرا کوئی ہشیارِ دو عالم ہے دیوانہ غمگر کا
 ارمان ہے ہلکے اپنا جس وقت کہ نہ نکلتے
 ہر سامنے آنکھوں کے کاشانہ غمگر کا

نعت (۳)

قسمت مری اے ساقی مینخانہ بنادے
 دیوانہ بنا کر مجھے فسرانہ بنادے
 اے حسنِ ازل مجھ پہ بھی یوں چشمِ کرم ہو
 دیوانوں کا اپنے مجھے دیوانہ بنادے
 وہ ذوقِ عطا کر مری فطرت کو الہی
 محبوب کے پر والوں کا پروانہ بنادے
 اک بنامی نظرِ جہیم سے مرشر کی ہو دل پر
 بس غیبتِ صد طور پہ کاشانہ بنادے
 ارمان لڑے بیٹھے ہوں اگر عمر سے میں بھی
 یارب مجھے خاک درجائانہ بنادے
 اے حاجت من اور ذرا حسنِ کرم اور
 ہاں اور ذرا کچھ مجھے دیوانہ بنادے
 دیکھئے جو سہیل آیا، نظرِ جہیم کے وہ ساقی
 دل کو مٹے تو سید کا پیکانہ بنادے

التجاء

۴

وہ نام پلا ساقی متوالا بنا ساقی اور وہ نے جو دیکھا ہے مجھ کو بھی دیکھا ساقی
 سو جان سے میری تریاں اک مست نگاہ کے
 ہاں مست نگاہوں سے دیوانہ بنا ساقی
 ہوجاؤں فدا میں بھی شمع رشتہ روشن پر
 جلنے کی تمنا ہے یہ وہاں بنا ساقی
 ہے یادہ عرفاں سے محروم سہیل ابنا
 صدقے میں محمد کے مستانہ بنا ساقی
 اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے قیاس نہ لگائی۔

نعت

۵

موت شہ کرم اے ختمِ رسل یہ کام ہمارا ہو جائے
 کعبہ کی زیارت زود جائے طیبہ کا نظارہ ہو جائے
 مدت سے تیرستی ہیں آنکھیں دیدار کی حسرت میں آقا
 روضہ پہ پہنچنے کا پورا ارمان ہمارا ہو جائے
 اے نورِ حشم سرور دیں جو آپ سے دیکھ آئینہ
 یہ لوح و قلم کیا چیزیں ہیں ان کی اس کا ہو جائے

امواجِ حوادث نے بڑا لڑناں میں سفینہ پہنچا
 اے شاہِ اہم ہر مطف و کرم ہاں ایک اشارہ ہوجا
 ہو پانہ کی صورت پیش نظر پھر خواب وہ دکھو باوگر
 پھر حسی کرم ہو یا حضرت دل عرش معاً ہجائے
 یا شاہِ عرب ہو ایک زام مضطر ہے سہل شہ جگر
 دیدار کی دل میں حسرت ہے طیب کا نظارہ ہوجائے

نعت

۶

حضرت کا جو پیارا ہوتا ہے
 وہ رب کا دولا رہتا ہے
 آنکھوں کو مدینے میں آکر
 جنت کا نظارہ ہوتا ہے
 اے قلبِ حسنی چل بطحا کو
 حضرتؐ کا اشارہ ہوتا ہے
 اُن کے ہی کرم کے صدقے میں
 ہر کام ہمارا ہوتا ہے
 کب دیکھیں سہیل مضطر کو
 طیب کا نظارہ ہوتا ہے
 "مراجِ رسول"

قطبہ

۷

مجتہد کو بصر شوکت بلا یا حق تعالیٰ نے
انہیں کوئی کا دولہا بنایا حق تعالیٰ نے
سر عرش علیٰ معراج کی شب دھوم ہے کیا کیا
فلک کے گوشہ گوشہ کو بجایا حق تعالیٰ نے

نعت

۸

آنکھوں میں نہ کسی واسطے بس جائے مدینہ
مے قلب مرا بیخود صہبائے مدینہ
وہ جذب جفیر کی آنکھوں میں وہ ذوق عطا ہو
جب چاہوں مرے سامنے آجائے مدینہ
یوں عالم رویا میں ہو دیدار میں
قدموں پہ مری آنکھیں ہوں آقائے مدینہ
میری یہ تمنا ہے یہ ارمان ہے یا رب
آگے نظر ان آنکھوں کو دنیا کے مدینہ

اس راہِ سطرے گردشِ میں رہا لڑتی ہیں آنکھیں
 اے کاش تھی روزِ قطرے آئے مدینہ
 میں جان بچھاؤں کروں محبوبِ محسوس پر
 دن رات ہر کلمہ مرا آتائے مدینہ
 ہر وقت کہیں اب یہی ارمان ہے دل میں
 اللہ تعالیٰ تجھ پہنچا دے مدینہ

نعت

۹

حسینوں میں ہیں سب سے بالا محمدؐ
 حبیبِ خدا کہہ رہا ہے دو عالم
 مراتب میں ہیں سب سے اعلیٰ محمدؐ
 مٹیں ظلمتیں آپؐ گذرے ہر
 گئے بختے وہ اجالا محمدؐ
 ہمارا نبیؐ ہے ہمارا نبیؐ ہے
 وہی ہاں وہی سہلی والا محمدؐ
 پہیلی اپنی قسمت پہ ہے نازم کو
 ہمیں دے رہے ہیں سنبھالا محمدؐ

اللہ نے یہ باوہ فیضانِ محمدؐ
 دنیا پر حکمِ ننگِ قیامت کا ہر یار
 ذرا سے نمودار ہے عرفانِ محمدؐ
 باتوں سے نہ تھوڑے مرے دامانِ محمدؐ
 کیوں ہوں نہ دل و جان ہرے قرباںِ محمدؐ
 مردے تو جلائے ہیں غدا مانِ محمدؐ
 سر پہ ہے ترے سایہ دامانِ محمدؐ
 کونین کے مالک ہیں وہ سرکارِ دو عالم
 شہر میں غلاموں کے ہے اعجازِ میثاق
 کیا خود پہنچل آئے تو آج قیامت

منتخب

۱۰

خورشید کے مہر نام حرقاں نظر آیا ^{رحمہ} دے قسمت میرے ہاتھوں میں امان آیا ^{رحمہ}
 خدائی کھبر نے پائیں تختیں ساری دنیا کی
 ازل سے دن مری قسمت میں امانی فضا آیا ^{رحمہ}
 تصور جب کیا میرے پریشانی کے عالم میں ^{رحمہ}
 نماز با شکر رحمت ابر فیض امان رضا آیا ^{رحمہ}
 ہوئی جب حسرت دیدار میں دل کو پریشانی ^{رحمہ}
 وہیں تسکین دے جملہ شانِ رضا آیا ^{رحمہ}
 ہوئی کافور میرے دل سے کیا میرا ظمیں ساری ^{رحمہ}
 نظر جس ذلت چھ کوروسے تابان رضا آیا ^{رحمہ}
 خدائے شاہد کہ سیکو ہو گئی تسکین دل محل ^{رحمہ}
 سوں پہ ظلِ حجت میں کمال امان رضا آیا ^{رحمہ}
 زمانہ آئے دیکھے آئے دربارِ شکوری میں ^{رحمہ}
 مئے عزالے خود رشید تابان رضا آیا ^{رحمہ}
 چایا تو سیوانے قل مجھے جوب حشر میں دیکھا ^{رحمہ}
 وہ دیکھو وہ غلامے از غلامان رضا آیا ^{رحمہ}
 بے بینانہ عرفاں میں آکر جس کا جی چاہے ^{رحمہ}
 مبارک میکش یہ آقا احمسوں رضا آیا ^{رحمہ}

مجھے دیکھا درجنت پہ تو کہنے لگا رضوان رح
 وہ جہانِ رضا آیا وہ جہانِ رضا آیا
 مرے مرشد کا یہ احسان ہے جلد ہو گیا پیر رح
 مری تقدیر میں بھی بار احسانِ رضا آیا
 کئے جاتا تھا طے میں منزلیں دنیا ہستی کی رح
 مرا سر جھک گیا خود ہی جب ابوالحسنِ رضا آیا
 نصیر آباد سے لاہور میں شاہ شکر آئے
 پہلی اس سرزمین پر ماہ تابانِ رضا آیا

منقبت

۱۱

کیا خوب یہاں آئی گلستانِ رضا
 جس کی ہے جگہ جلوه دار ازلی شخص
 کیوں نور کا سج نہ تھے کیوں کی یاد
 اب ازلی الوار میں نہر سمیت کایاں
 اب اکبرم چھا گیا ہر دم ہے سرور
 نہ کس عبادت سے و مینا ہی کوں
 یکسخت نظر آنے لگے ہر دم
 کیوں تم سو میں شکر گھبراؤں ہو
 جو کہ مرے کہے بہاروں پر گل بانی

پیر برگ گل تر ہے ثنا خوانِ رضا میں
 ہے تو رخِ جلوه نما شانِ رضا میں
 اللہ رکنا تالین رخ تابانِ رضا میں
 جو حقت ہے غیا پاشی گلستانِ رضا میں
 جو رشک ہے چاہ جام گلستانِ رضا میں
 ہے فیضِ فضا عام غلامانِ رضا میں
 کیا نور ہے ہر شے شبنمِ رضا میں
 ہم آگے جب سایہ دامنِ رضا میں
 پہلے پہل میں ہیں گلستانِ رضا میں

دیکھو تو کوئی آ کے طریقت کی بہاریں
 کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضا میں
 صد شکر کہ حاصل ہوئے معراجِ غلامی
 ہے فخر کہ ہوں میں بھی غلامِ مانِ فانی
 واعظِ تری جنت تری طاعت کو مبارک
 رہنے دے تجھے کوچہ عرفانِ رضا میں
 اب عالمِ جبروت نہ کیوں پیشِ نظر ہو
 مرے ہی قدم منزلِ عرفانِ رضا میں
 بے مرشد کامل نہیں آسانِ رسانی
 آنا تھا تجھے سایہِ رامانِ رضا میں
 اے پیوڑی شوقِ مجھے بخش وہ عالم
 مٹ جائے خودی نشہ عرفانِ رضا میں
 چھویر کھلیں گنجینہٴ اکر الہی
 حاصل ہو زکوٰۃ آج وہ ایوانِ فانی
 حضرت کے غلاموں کی غلامی ہے میسر
 شامل ہے سہیل آج تھا غلامِ رضا میں

غزل

(۱۲)

میں اور یہ رسائی تری بارگاہ میں زندہ ہے آفتاب حقیقت کی راہ میں
 ہے لبر خاص و علم یہ فرود کھنڈ اپنے پرکے سبب میں ہمارے نگاہ میں
 نکالی گیا نہ در سے رسائی بھی کوئی محروم کب نہ گود بادشاہ میں
 منزل بھی ہاتھ لگتی و تھکتی ہے کہ دیکھی ہو آپ نے غزل کی راہ میں

مال و زور و جواہر و دولت نہ چاہے مجھ پر اس سے سوچ دوں تری نگاہ میں
 ایک لکیر کا پیرہہ تجلی ہے نقیب آئندہ کچھ نظر تو کرے نگاہ میں
 اچھے تو اسے غرور یہ ہے بائز کرا بے پرائے سب ہیں کی کوئی نگاہ میں
 نودہ چمک اٹھانے سے جزا سے تا بقی یہ سن میں ہے جو ہے غزالہ میں

دھندلے کی کچھ نہ مری نہ مری کے راز
 لاہور میں ہے جاں مرا تھی ہے وہاں میں

۱۔ حضرت قبلہ نامہ قائم لاہور میں تھا
 ۲۔ شاعر کا قیام وہاں کینٹ میں تھا

منتقبت

۱۱

قیدِ حیات ہو عزتِ ماقم ہی تو ہو ہم زبیر کیلئے حاجتِ دوام ہی تو ہو
 سجدہ عرفانِ تو تم اس کا منبعِ فیضانِ ہر دم
 کاروانِ ازلِ دل کے رہنا تم ہی تو ہو
 چشمہ فیض سے ملی ہوا ہوں فیضیاب
 مرے حق میں مظہرِ مہمدا تم ہی تو ہو
 یا شکوہ کہہ کے تم بے پروا رہتے ہی ہر شمار
 عاشقِ خیر اور خیر ہو سزا نام ہی تو ہو
 بحرِ دین میں بھی تم ہی پہنچاؤ گے ساحلِ بے یاب
 مری لاشی سے جہاں میں نہ خدا تم ہی تو ہو
 در تمہارا چھوڑ کر جائے کہیں سینو ملکِ شہل
 زندگی کی روح جانِ مدعا تم ہی تو ہو

غزل

۱۲

پردہ رخِ انور سے اٹھ جائے تو اچھا ہو
 وہ جلوہ مرے دل کو پہلائے تو اچھا ہو

اک ایک ترپ دل کو دیتی ہے مڑے کیا کیا
 ہاں اور نظر ان کی ترپا پٹے تو اچھا ہو
 پھر طالب مستی ہے پیانہ مرے دل کا
 اُن مست نگاہوں سے ٹکرائے تو اچھا ہو
 نظم نظم کے مرے دل سے ہو چھپرے غفل
 وہ شوخ نگاہوں سے ترپا پٹے تو اچھا ہو
 پھر ان کی نظر اٹھ کر اک سیف مجھے بخشے
 پھر اکرم مجھ پر برسائے تو اچھا ہو
 وہ وقت کہ جب ان پر زبان ہوئی نظریا
 پھر مجھ کو وہی لمحہ مل جائے تو اچھا ہو
 اسی خانہ ویراں کی تقدیر نہکھ جائے
 وہ آ کے مرے دل میں بس جائے تو اچھا ہو
 دربار شاہی کا دیدار رہے حاصل
 تصویر ان آنکھوں میں کھینچ جائے تو اچھا ہو
 ہو جائیں سہیل آنکھیں مسرور تخیل سے
 بے پردہ و محفل میں ہو جائے تو اچھا ہو

منقبت

۱۵

واہ کیا دلکش سماں مرشد کے میخانے میں ہے
 جلوۂ عرفاں کا پیہم رقص بیانے میں ہے

رانہ دل کو جلوہ مرشد نے بخشا ہے فروغ
 معرفت کی شمع روشن دل کے دیرانے میں ہے
 فیض ساقی کے تصدیق لطف ساقی کے نثار
 ہے ملائے عام دعوت سب کی میخانے میں ہے
 رونقِ محفل نے بیٹھ ہیں وہ محفل میں آج
 دیکھ کر کیا کیا تڑپ ایک ایک پڑانے میں ہے
 پائے ساقی پر تصدیق ہو رہا ہے میرا دل
 مستیوں ہی مستیوں کی روح مشتازے میں ہے
 شمع روشن دیکھ کر بہتا ہے سوچی سے نثار
 درحقیقت فطرتاً یہ بات پڑانے میں ہے
 چشم ساقی بختنا ہے بادۂ عرفاں کے جام
 سچ تو یہ ہے میکشوں کی عید میخانے میں ہے
 دیکھتا رہتا ہوں اس کعبہ میں جلوے رات دن
 یار کی تصویر میرے دل کے ہارے میں ہے
 اہل عالم دیکھ کر اک وجد میں ہیں اے اہل
 اللہ اللہ کیا ادا حضرت کے دیوانے میں ہے

(الف) ۱۵

نگاہِ مست ساقی میں نہا ہے طرب کی مستی
 جدھر اٹھتی ہیں آنکھیں اس طربِ مستی پرستیا ہے

اٹھا پردہ دکھا جلوہ گرا بجلی بنالے خود
 نگاہ شوق مضطر ہے تڑپتی ہے تڑپتی ہے
 ادھر آدیکھ اے ناصح کہ ہے حسن شکوری کیا
 مرے حضرت کے چہرے پر عجب رحمت لہرتی ہے
 اب تک مٹ نہیں سکتیں یہ اب رشتیاں دل کی
 جمال یاد کی بخشی ہوئی رگ رگ میں مستی ہے
 جدا میں ساتی و جام و سبوا پنے۔ خدا رکھے
 ہماری مٹے پرستے لبس ہماری مٹے پرستی ہے
 اڑا لے چل صبا لاہور دربار شکوری میں
 ہمارے دل کی دنیا اب اسکی جی میں لہتی ہے
 بلا لوانی خدمت میں دکھا دو اک ذرا جلوہ
 سہیل مبتلا کی آنکھ مدت سے تڑپتی ہے

غزل

(۱۶)

جو پھول سجایا جاتا ہے
 جلوہ رخ رنگیں کا ان کے
 جلوہ رخ زیبائے کا ان کے
 دن یا کسی کا نام نہیں
 اللہ کا ان کی محفل میں
 اُس میں وہی پایا جاتا ہے
 آنکھوں میں سجایا جاتا ہے
 خوابوں میں دکھایا جاتا ہے
 دل میں ہی سجایا جاتا ہے
 فرمان سنایا جاتا ہے

طیبہ کا مبارک جلوہ تھیں دن رات دکھایا جاتا ہے
صد شکر سہیل خندہ جگر
طیبہ میں بلایا جاتا ہے

غزل

(۱۷)

صرف ان کا ہے تصور عالم ایجاد میں
آ رہا ہے رطف کیا کیا تجھ کو ان کی یاد میں
مرے مرشد کا یہ فرمانا ہے ہر ارشاد میں
لب پہ ہو ذکر نبیؐ دل ہو خندہ کی یاد میں
میں اگر چاہوں سنا سکتا ہوں یوں بھی لکھوں
داستانِ دل ہے یہاں آہ میں فریاد میں
اب وہی لاہور میں ہے بارشِ سیفِ شکور
جس سے سب سیلاب بہتے تھے نصیر آباد میں
پہ نیازِی ابتلائے راہِ تسلیم و رضا
مہِ فروشیِ معشتِ اولِ عشق کی بنیاد میں
دل بنا آماجگاہِ سوز و ساز آرزو
کس قدر گنجائشیں ہیں اک دلِ برباد میں
آپ کے رطف و کرم سے ہو گیا آباد دل
خیر سے آپ آئیے اس خانہ برباد میں
تکبیرِ خضر کی حاصل ہو زیارتِ اس سہل
اور ہو جائے گزرِ اجیر تہی بغداد میں

غزل

۱۸

نے کے ان کا نام ہے جارہا ہے
 جینے کا بھوکو خوب کھا رہا ہے
 افتادگان شوق میں افتادہ ہوا تو
 مصروف یاد رہا ہے دل میرا ہر گھڑی
 بہر بھر کے جام شوق پیے جارہا ہے
 دل میں خیال یار کے جارہا ہے
 امید کے سہارے جیسے جارہا ہے
 دل رات ذکر و فکر کے جارہا ہے
 دل میں سہیل جلوہ ساقی ہے کیف بار
 جام مے سرور پیے جارہا ہے

منتخب

۱۹

شکر میر بخشا ہے رب غفور نے
 فیضان عام کیا ہے عجب حال دکھنا
 بیتی رہی در پہ آپ کے عرفاں کا شمع
 اندر کا ہے فکر کہ مجھ پر نہ نظر
 نور محمدیؐ سے نکل رہا ہے
 طیب نگاہ کر گیا
 اس التفات خاص کے قربان جائے
 ہر لمحہ مطمئن ہے دل زار اسے ہل
 کیا کیا نوازا ہے مجھے شاہ شکور نے
 خاد ہنایا مجھے شاہ شکور نے
 لاکھوں شکر کردئے میرا شکور نے
 لاکھوں کو دیا دینا شکر نے
 شاکر بنایا مجھے شاہ شکور نے
 نہ شکر نہ شکر بتایا شکور نے
 طیب کا عشق دل میں لڑھکا شکور نے
 ہفت کے در کا درہ بنایا شکور نے

آرزو

۲۰

اس آفتاب پہ مسکرتو سرفراز ہو جا
 اے دل زمانے مجھ سے پوچھنے نیاز ہو جا
 جب بطف بخود دے اے خود کی جویا
 دنیا اے لے خود ہی تو خود بھی راز ہو جا
 وہ فیض بارِ نظر اس مجھ سے یہ کہہ گیا
 ہر فکر اس و آل سے تو بے نیاز ہو جا
 یہ یہ سہیل لازم راہ طلب میں تجھ کو
 قدموں پہ ان کے مٹ کر تو سرفراز ہو جا

معذرت

۲۱

میری غزبیں درگزر کیجئے گا
 توجہ کی مجھ پر نظر کیجئے گا
 جو نادانیاں مجھ سے سرزد ہو گئی
 براہِ کرم درگزر کیجئے گا

قطعہ

۲۲

عقبی رہا نہیں دنیا بھی ملی
 آقا بھی ملا مولا بھی ملا
 سب مجھ کو ملا اک وہ جو ملے
 کعبہ بھی ملا طیبہ بھی ملا

غزل

۲۳

ہوں نثار تجھ پہ ساقی ترے لطف بیکراں پر
 انہیں خوب اب پلارے جو ہیں ترے آستان پر
 دم زندگی سے عافیتِ رم بندگی سے حاصل
 مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگ آستان پر
 یہ ہے مقصدِ محبت یہی میر کا ہے مقنا
 تری آرزو میں مکر رہوں ترے آستان پر
 اصرارِ خامیاں بہت ہیں مرے ظرف میں طلب کے
 ترے فیض میں کمی کیا ہے کچھ آستان پر
 ترے سنگ آستان پر ہو قبول ایک سجدہ
 یہ ہے آرزو ہمارا کا ترے سنگ آستان پر
 مگر سجدہ ریزوں سے نہ ہو بدگماں ناصح
 ذرا کچھ ادب سے جھٹک کر کہہ کیا اس آستان پر
 مرے دل کا مدعا ہے ترے آستان کے درے
 تجھے جو کھلی کچھ ملا ہے وہ ملا آستان پر
 تیرا بندہ بن گیا ہوں تجھے میں نے پایا ہے
 یہ مری ہے خوش نصیبی کہ ہوں ترے آستان پر
 مری جستجو کا حاصل ہے درِ شکور سے شک
 وہ ملیگا کیا کہیں سے جو ملا اس آستان پر

بتوجہ خصوصی اسے موعظۃ تسلیم
ہے سہیل زار مضطر ترے سنگ اتنا پر

جو عذر ہے

غزل

۲۲

ہم دل میں بسائے رہتے ہیں
نقشِ آن کا جمائے رہتے ہیں
انار کے دھاروں میں کب کیا
وہ ہم کو بھائے رہتے ہیں
دیوانے جہان الفت میں
رٹ ان کی لکائے رہتے ہیں
ہر وقت وہ کلوے کیا کنا
آنکھوں میں سمائے رہتے ہیں
ویرانہ نہیں ہے دل زینا
ہم ان کو بے اسے رہتے ہیں
دل کی اک اک رگڑ میں ہم
سوراز چپائے رہتے ہیں
ارشاد گرامی مرث رکھا
ہم دل سے لگائے رہتے ہیں
تصویر سہیل ان کے رخ کی
ہم آنکھوں میں جمائے رہتے ہیں

غزل

۲۵

چھپا کر دل میں ہم عشق رخ جاننا نہ لائے ہیں
کہاں کا دل کوئی دیکھے عجب دیوانہ لائے ہیں
کہاں کی جان کب دل سجا رطبت الفت میں

محفل ہم ان کے روبرو نذرانہ لائے ہیں
 نگاہ بطف ساقی یوں نہ ہم سے بھی محفل میں
 شکستہ دل نہیں ٹوٹا ہوا پیمانہ لائے ہیں
 تمہارے کاشم پر ہزاروں جان صدقے ہیں
 سخیلی رہیں سر ہم بھی یہ نذرانہ لائے ہیں
 دل دیوانہ پر دنیا جو ہستی ہے تو ہنسے دو
 کہ ہم دیوانے اپنے ساتھ یہ دیوانہ لائے ہیں
 ترے عشاق کو چہ میں ترے اے جاوہ عرفاں
 بچھا در ہونے تجھ پر ہمت پروانہ لائے ہیں
 بسائے رہتے ہیں کاشانہ دل میں ہمیں ہر دم
 خدا رکھے یہی رونق کاشانہ لائے ہیں
 نگاہوں سے پلا دیتے ہیں سنتوں کو مٹے عرفا
 وہ آنکھوں ہی میں اپنی مستی مینا نہ لائے ہیں
 ہمارا وطن ہے قربان کروں جان و دل ان پر
 یہی نذرانہ ممکن تھا یہی نذرانہ لائے ہیں
 ہمارا بیخودی کیا پوچھتے ہو پوچھنے والو
 یہاں لے میکے میں فطرت متادم لائے ہیں
 پلائے بجائے ساقی ہم کو اپنی مستی سے
 کہ مغوش ہم بھی رشک لغزش متانہ لائے ہیں
 کہاں فرصت انہیں اتنی نہیں وہ داستان دل
 یہاں ہم محزون صدمہ جودہ افسانہ لائے ہیں

دل بخود سہیل ان پر نہ کیوں تباہ ہو جائے
کسی کی آنکھ میں ہم یہ تیرا نہ لائے ہیں

مقصد

(۲۶)

ایں عاشقین ہے مخلص الرحمن کی صورت
رفیق الطالبتین ہے مخلص الرحمن کی صورت
کہیں تنویر عرفاں ہے کہیں رنگ گستاں ہے
ستاروں میں کہیں ہے خواص الرحمن کی صورت
نظر جس کی بڑی وہ جان و دل سے ہو گیا شیدا
سمجھ ایسی مہ جبین ہے مخلص الرحمن کی صورت
بزرگ بلوہ حسن شکور کی دل میں جہاں ہے
ازل سے دلنشیں ہے مخلص الرحمن کی صورت
سہیل خستہ جاں حسن شکور کی برہوا شیدا
نگاہوں میں مکیں ہے مخلص الرحمن کی صورت

دیگر

(۲۷)

ساج اساکین ہے مخلص الرحمن کی صورت
حبیب العارفین ہے مخلص الرحمن کی صورت
جو ذکر تو جنید و سرمد و شبلی بقی کہہ اٹھیں
حسینوں میں جس میں ہے مخلص الرحمن کی صورت

جہاں گیری لقب ان کا اُسیں الا تقیاء ہیں یہ
 دلوں میں جاگزیں ہے مخلص الرحمن کی صورت
 غلام شاہ جیلاں ہیں نہ ہو کیوں مرتبہ اعلیٰ
 مہ سپر ہے مخلص الرحمن کی صورت
 بنایا اولیا و اصفیا ارئی اشاروں سے
 یہ وہ مہر بنیں ہے مخلص الرحمن کی صورت
 جدھر دیکھو ادھر چہر چاگلتانِ طریقت میں
 بشکلِ یاسمین ہے مخلص الرحمن کی صورت
 نگاہِ شوق صدقے ہو رہی ہے دیکھ کر جس کو
 وہ فردوس بریں ہے مخلص الرحمن کی صورت
 نظر جکی پڑی وہ جان و دل سے ہو گیا شیدا
 حسین بے سوا ہے مخلص الرحمن کی صورت
 مجھے راہِ خدا سے اب کوئی ہلکا نہیں سکتا
 کہ چھکو خضر دیں ہے مخلص الرحمن کی صورت
 تہیٰ اب اور کیا درکار ہو دولت مرے دل کو
 مرے دل میں مکیں ہے مخلص الرحمن کی صورت

منقبت

(۲۸)

مرے سرو پہ ضیائے شکوریؑ ضیائے شکوری اداۓ شادریؑ
 رہنائے محمدؐ رضاؑ کی رضا ہے رضا کی رضا ہے رضاۓ شکوریؑ

یہ باران رحمت یہ فیضانِ عرفاں
 میں آنکھیں منور مرا دل ہے روشن
 ہے شاہی سے بڑھ کر گدا کی کیاں کی
 احاطہ کئے ہے شبِ رونم کو
 اسی میں ہے عینا اسی میں ہے مرزا
 نگاہوں میں جیتے نہیں حسنِ وارے
 طلب سے سوا آپ دیتے ہیں سب کو
 فردا نیاں انکے جلووں کی دیکھو
 یہاں بھی وہاں بھی ادھر بھی ادھر بھی
 جوٹ جاتے ہیں یار میں انکی ہم
 کہاں اتنی فرصت کہ کچھ کہی کو
 کرم ہو کرم اب بھکاری یہ آقا
 دل و جہاں خدا آپ پر شاہِ عرفاں
 طریقت کے گلشن میں گلہائے ندیں
 مرے دل کی دنیا ہے آباد ان سے
 مرے دیوہ دل کو بینائی بخشی

کرم ہے رضا کا عطاءے شکوری
 مرے سامنے ہے ضیائے شکوری
 فزوں تر ہے رحمہ گداے شکوری
 ضیائے شکوری رحمہ ضیائے شکوری
 یہ آقا ہے ہر دم صدائے شکوری
 وہ جادو و نظر ہے نگاہے شکوری
 یہ جود و سخا ہے عطاءے شکوری
 عجب صنمیں مہ لقاے شکوری
 زمین پہ فلک پر ضیائے شکوری
 الہین کو ہے حاصل بقائے شکوری
 ہے پیشِ نظر اب ادائے شکوری
 رہتے ناقیامت نگاہے شکوری
 ازل سے یہ دل ہے فدائے شکوری
 کھائے ہیں لاکھوں ادائے شکوری
 ہے پیشِ نظر اب رضاے شکوری
 ہے کحلِ البصر خالیائے شکوری

سہیل اپنی قسمت پہ میں بھی ہوں نازاں

کہ ہے ساتھ مرے دُعاے شکوری

منقبت

(۲۹)

کیوں مودب ہوں نہ خدمت کا زناج الاولیاء^{رح}
 عالم انوار ہے دربار تاج الاولیاء^{رح}
 دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اہل دل اہل نظر^{رح}
 لٹ رہی ہے دولت دیدار تاج الاولیاء^{رح}
 دین و دنیا میں سہارا ہو گیا حاصل ہمیں^{رح}
 چھوڑ کر جائیں کہاں دربار تاج الاولیاء^{رح}
 گرمی خورشید غم کا خوف اب مجھ کو نہیں^{رح}
 میں ہوں زیر سایہ دیوار تاج الاولیاء^{رح}
 دیکھ کر زندہ ہوں میں حسن شکواری اے سہل^{رح}
 زندگی ہے بسلوہ دیدار تاج الاولیاء^{رح}
 (مندرجہ بالا منقبت گلزار شکواری میں ۱۶۹ پر
 چھپ چکی ہے)

دیکھ (۳۰)

مبتدائے احمد نختار تاج الاولیاء^{رح}
 پیر کاٹھ وقف اسرار تاج الاولیاء^{رح}

رہبر دین گوہر شہسوار تاج الاولیاء رح
 حامی حق مظهر انوار تاج الاولیاء رح
 کاشف اسرار ہیں سرکار تاج الاولیاء رح
 مرے آقا مالک و مختار تاج الاولیاء رح
 ہوا اسلامی رنگ میں چہاں شہسوار تاج الاولیاء رح
 دین احمد کے غلبہ سردار تاج الاولیاء رح
 ہمارے فخر العارفین پیارے رسول اللہ کے رح
 ہیں رضاع کے لاڈلے سرکار تاج الاولیاء رح
 نور کی قندیل روشن نور کی چادر تھی رح
 اللہ اللہ آپ سادہ بار تاج الاولیاء رح
 شقائق میں ہیں فساد کی چشتہ ضیاءوں کے رح
 ہیں سراپا عالم انوار تاج الاولیاء رح
 آپ کے حسن تبسم پر تصدق ہے بہار رح
 پھول جھڑتے ہیں دم گھٹاتا تاج الاولیاء رح
 آپ کو بخشی ہے قدرت نے عجوبے و شمع جلی رح
 ہوش پاتے ہیں دم دیدار تاج الاولیاء رح
 انجمن میں آپ کا جلوہ نظر آنے کے بعد رح
 روشن آنکھیں دل پر انوار تاج الاولیاء رح
 دیکھنے والے ذرا بے ہوش ہو کر دیکھ اُدھر رح
 بختے ہیں دولت دیدار تاج الاولیاء رح
 دل شکستہ ہو رہا ہوں بھرتی میں بہت

ٹوٹی کشتی اور یہ منجھڑا رتاج الاولیاء
 مجھ کو بخشیں گے تسلی بس اٹائے آپ کے
 کون ہے دنیا میں اب غمخوار تاج الاولیاء
 آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا فرض ہے
 آپ ہی تو ہیں مرے مختار تاج الاولیاء
 آپ چاہیں تو ابھی آساں ہوں مری مشکلیں
 سر سے ٹل جائے مرے ادبار تاج الاولیاء
 کشتیاں لاکھوں کنارے سے لگا دیں آئے
 میرا بھی ہو جائے بیڑا پار تاج الاولیاء
 اہم غریبوں کی بھری جاتی ہیں ہر دم جھوٹیاں
 کس طرح چھوڑیں در دربار تاج الاولیاء
 آپ پر سو جاں سے صدقے پہل نالواں
 آپ پیر قربان سب گھوڑا تاج الاولیاء

منقبت

۳۸

۳۱

چمن کی جان گلوں کی بہار شاہ خکور
 تنہا رہی یاد میں ہوں آغوش شاہ خکور
 روشن روش پہ ہے عطر بار شاہ خکور
 تنہا ہے غم میں ہے دل بھول شاہ خکور
 سکون قلب بہ ہر اعتبار شاہ خکور
 ترواپ ترواپ کے گزرتی ہے زندگی مری
 نگاہ کے رنگ میں کسی بہار شاہ خکور
 تنہا ہے ہر میدان ہے فکا ر شاہ خکور

بڑے مزے کی خوش قسم نے بخش دی مجھ کو
 ہوا ہے تیر نظر دل کے پار شاہ شکور
 کھلے ہیں پھول چمن میں یہ فیض حق قدم
 تجلیوں نے تنہا رہی بہار شاہ شکور
 کرم جو ہو تو مدد نہ بھی دیکھ لوں جلاری
 نہیں ہے نہ نسبت کا سچا اختیار شاہ شکور
 تمہاری یاد میں رہتے ہیں رات دن کیا کیا
 ہمارے دیدہ تر اشکبار شاہ شکور
 کہاں کے لالہ گل - کتے سنبل و ریاں
 چمن میں تم سے ہے بنم بہار شاہ شکور
 زہے نصیب کہ تشریف لائے میرے گھر
 امین العارفین شیر و تار شاہ شکور
 تمہاری یاد نے یادِ خدا پہ اکسایا
 نہ کیوں ملے سرے دل کو قرار شاہ شکور
 تمام عمر تیرے کرم نہ بھولیں گے
 ہوئے ہیں ہم پہ کرم لے شاہ شکور
 پلاسے بادۂ عرفیاں نگاہ سے اپنی
 بنا گئے ہیں مجھے میگسار شاہ شکور
 ہمارے دل سے کوئی آپ کے کرم پر چھے
 ہوتا ہے ہم پہ نظر بار بار شاہ شکور

تمہاری تیز نگاہی کا میں بھی ہوں قائل
 کہ میرا دل بھی ہوا ہے شکار شاہ شکور
 اسے نصیب نہیں کیفِ آرزوے طلب
 جو دل نہیں ہے تیرا جانِ شکار شاہ شکور
 تمہارے نام کا دیوانہ کیوں نہ کہلائے
 سہیل خستہ جگر ہے تیرا شاہ شکور

غزل

(۲۲)

جمالِ انکا تصور میں لاکھ دیکھ لیا زمانے بھر کی نظر سے چھپا کے دیکھ لیا
 حقیقتِ شبنمِ عراجِ مخمور ہے خدا نے عرشِ پہ انکو بلا کر دیکھ لیا
 جیسو آلی ہے وہ آئینہ کی مثل میں جمالِ یار بھی گردن جو کاٹنے دیکھ لیا
 تمہارا آئینہ نشانِ دلبری ہی لگے جہاں حسن میں سب کے ملا کے دیکھ لیا
 تماشا شہ ہم نے بھی آنکھیں ملا کے دیکھ لیا
 جو آن کو یاد کرے وہ کربا کے یاد اس کو
 نگاہِ والوں نے یہ تجربہ میں دیکھ لیا
 سہیل مشکلیں سب دور ہو گئیں میرے
 ادھر حضور نے جو مسکرا کے دیکھ لیا

غزل

۲۳

یوں وہ جلوہ دکھا کے چھوڑ گئے آگ ل میں لگا کے چھوڑ گئے
 اک نظر میں دم تصور وہ جھکو بخود بنا کے چھوڑ گئے
 اک جھلک میں ساری محفل کو جام عرفاں پلا کے چھوڑ گئے
 لوگ بیگانہ حواس ہیں اب وہ انجلی دکھا کے چھوڑ گئے
 اک اشارے میں وہ ہل رہی اپنا بسمل بنا کے چھوڑ گئے

غزل

۲۴

انہیں حکومت دل ہم سنانے آئے ہیں
 غم فراق میں آنسو بہا لئے ہیں
 حنوری شہ عبدالشکور کیا کہنا
 مزار پاک پہ چادر پٹھانے آئے ہیں
 وہ گہرا داغ کہ جو معصیت سے ہے منسوب
 ہم اپنے دامن دل سے مٹانے آئے ہیں
 تڑپ رہے ہیں جبین بنیاد میں سجدے
 ستر نیاز ہم اپنا جھٹانے آئے ہیں

یہ مال و زر یہ دل و جہاں بھی کوئی چیز نہیں
 ہم ان کے قدموں پہ سب کچھ لٹا دیتے ہیں
 فنا کا درس ابھی تک ہے تشنہ تکمیل
 ہم اپنی ترشگی دل بھانے آئے ہیں
 جو آگ دل کو بھارے فکی سے مرشد
 سچ اور اس کی لپک ہم بڑھانے آئے ہیں
 پلٹا ہے مئے عرفان جو ان کی آنکھوں نے
 دیکھ کر اور بھی پینے پانے آئے ہیں
 کرم آج کرم پو نیسا زعفران پر
 در حضور پہ بگای بنانے آئے ہیں
 سہیں گل بعد خاک ان کے در کی ہے
 ہم اپنی آنکھوں میں سمر گمانے آئے ہیں

غزل

(۳۵)

حضور عرس میں آیا دل آٹا پر
 نوید شرد جام بہا و طائی ہے
 جو غم آج ہے منگتوں کا آٹا ہے
 عراغی بجلی سے دل کے آٹا ہے
 جھجھکا پہ کیا سزا احسان کرنے پر
 جھکی رہے گی جیسے آل کے آٹا ہے
 جو غم آج ہے منگتوں کا آٹا ہے
 عراغی بجلی سے دل کے آٹا ہے
 جھجھکا پہ کیا سزا احسان کرنے پر
 جھکی رہے گی جیسے آل کے آٹا ہے

بلا وہ جام کے ہستی کے کڑے بیگانہ زمانہ تجھ کو اٹھ پر کھینچنے پر
 آہنِ سخت جگر کو فدا ہے کیا کیا
 کہاں کے کچنچ بلایا ہے آستانے پر

منقبت

(۳۶)

دل پیغام تاج الاولیاء
 نقش صد راحت نظریں نام تاج الاولیاء
 واقعی پیغمبر حق پیغمبر تاج الاولیاء
 میرا احکام خدا - احکام - تاج الاولیاء
 گامزن در راہ حق ہر گام تاج الاولیاء
 بادۂ توحید سے گھر عام تاج الاولیاء
 میرے آقا میرے مولا حضرت شاہ شکور
 میرے جینے کا سہارا نام تاج الاولیاء
 یاد حق - حُبِ نبی سے دل مرا معمور ہے
 ہر نفس کو وہاں ہی ہم تاج الاولیاء
 راحتِ قلب و نظر ہے باعثِ تہ دل
 مرے حق میں پیارا پیارا نام تاج الاولیاء
 یاد ایلے کہ جو گنہ گار ہوں سرشد کے تیرے
 میری نالائقوں میں ہیں صبح و شام تاج الاولیاء

راہِ حق میں آپ ہیں وہ رہنمائے خاص و عام
 ہر تہاں پہنچے جہاں میں نام تاج الاولیاء
 بحرِ معرفت میں ہو گیا وہ غوطہ زن
 مل گئی جس کو بھی درو جام تاج الاولیاء
 اپنے تو اپنے پرانے بھی نظر میں آن کی ہیں
 ہے بہت مشہور فیض عام تاج الاولیاء
 اب غمِ پستی کا جھجھ پر وار چل سکتا نہیں
 آگیا ہوں میں بھی زیرِ نام تاج الاولیاء
 کیفِ شبلی ہے کہ ذوقِ مولیٰ جو ششِ جہنم
 جہنمِ منصور ہے یا جام تاج الاولیاء
 ساقی فطرت مری جانب ہے گردشِ کناں
 صدقہ شاہ رضا جو ہیں جام تاج الاولیاء
 میکشو تم کو مبارک نعت سے عرف
 دیکھو آئے ہیں پلانے جام تاج الاولیاء
 اہل دل انجن میں جس کو کہتے ہیں شبلی
 ہے ازل سے نورِ خدام تاج الاولیاء

منقبت

(۳۷)

اراکے شاہِ رضا بہ جمالِ شاہِ شکور
 عطاے مرشدِ کامل - کمالِ شاہِ شکور

ہے آفتاب رسالت سے ایسی نسبت خاص
 ضیائے شاہِ اتم ہے جمالِ شاہِ شکور
 نوائے راز کی باتیں مقالِ شاہِ شکور
 ادائے حسن کا پرتو جمالِ شاہِ شکور
 خدا کی راہ میں ہستی مٹا گئے اپنی
 وصال نورِ خدا ہے وصالِ شاہِ شکور
 مرقعِ حسی رخ ناز کا نہ ہو کیونکر
 وہ دل جو ہو گیا محالِ شاہِ شکور
 کہاں قرار کہاں چین ہجر میں ان کے
 ہے سوتے جاگتے جھک خیالِ شاہِ شکور
 یہ کس کے حسن کا پرتو ہے سامنے میرے جمالِ شاہِ شکور
 جمالِ زیرِ تاباں جہاں شاہِ شکور
 یقین رکھ کہ شب و روز حق کے پاس تو
 جو ترے دل میں سنگیں ہے خیالِ شاہِ شکور
 ندیمِ صیقلِ لال سے صفائی دل کا ہو
 نگاہِ ڈال کے پھر دیکھ تو جمالِ شاہِ شکور
 یہ آرزو ہے یہ حسرت ہے یہ تمنا ہے
 کہ ہو مجھے بھی مسرور وصالِ شاہِ شکور
 ترے لئے ہے زینجا جمالِ یوسف کا
 مرے لئے ہے دل آرا جمالِ شاہِ شکور
 سیڑ تو زمانے میں سیکڑوں ہوں گے

ربود جان و دلم را جمال شاہ شکور
 پکارتے ہیں اسی نام سے جہاں والے
 سہیل خستہ جگر ہے بلال شاہ شکور

غزل

(۳۸)

رخ موزوں کے جلووں پر فدا قلہ نظر ہو گئے
 تصدیق سرور عالم پہ ہم شام و سحر ہوں گے
 خدا والوں کی دل میں ملا دے ہی ہو گئے ہیں
 یہاں اہل طلب ہو گئے یہاں اہل نظر ہوں گے
 سوائے چسپم آفتاب حشر آئے گا
 بچیں گے وہ جو زیر سایہ خیر البشر ہوں گے
 شفیع المذنبین ہی غاصیوں کو بخشوائیں گے
 خدا ہوگا اوصہری - رحمت عالم جہر ہوں گے
 جھٹک سکتے نہیں سودائی تیرے رسول اللہ
 تیری الفت کے بندہ دل میں جب اٹھوں پیر ہوں گے
 جو تم آجاء و پیر اک بارہ اربالوں کی دنیا میں
 منقذ جاگ اٹھے گا شاہ اوج پیر ہوں گے
 نہ کھٹکا ہے حتم کا نہ درخور شید حشر کا
 قیامت میں شفاعت کیلئے خیر البشر ہوں گے

مرے آنکھوں میں شامل ہو گیا ہے تو دل بڑھ کر فعل گہر ہوں گے
 بچھاؤ رترے قدموں پر یہ اب بعل گہر ہوں گے
 تمہاری جلوہ سامانی سمائی ہے نگاہوں میں
 ہم ہی جلوے تمہارے رات دن اپنی نظر ہوں گے
 زباں پر نام ہے ان کا تو دل میں یاد ہے انکی
 یہ ممکن ہے کہ آتے ہمارے بے اثر ہوں گے
 ہمیں جنت سے کیا مطلب اگر جنت میں بھی جا کر
 رخ جاتالیں یہ جلوے راحت قلب و نظر ہوں گے
 پلاساقی مئے عرفاں ہمیں پھر اپنی آنکھوں سے
 ترے احسان منراے مہرباں ہم عمر بھر ہوں گے
 ملے کچھ سوزِ رومی۔ دردِ جامی ہم گداز کو
 عطا ئے خاص پر تیری فراق قلب و نظر ہوں گے
 سہیل خستہ جاں بے چین ہے آذرِ حضوری
 جبین شوق کے بجائے نثارِ سنگ درم ہوں گے

منقبت ۱۹۵۸ء

(۳۹)

زیست کا مرکزیتا ہے روئے تاج الاولیا
 دل اسیرِ جلالہ کیسوئے تاج الاولیا
 کبریا ئی شان کے منظرِ محمد مصطفیٰ
 مصطفائی معجزہ ہے روئے تاج الاولیا
 صبرِ استقلال تسلیم و رضا ایشار میں
 مرتضائی رنگ پر ہے خوئے تاج الاولیا

گلشنِ توحید میں گلہائے رنگیں ہیں کھلے
 یہ حسینؑ شائقِ کن ہے بوئے تاجِ الاولیا
 پڑ رہا ہے رات دن عکسِ جمالِ روئے دوست
 دیکھتا رہتا ہوں ہر دم روئے تاجِ الاولیا
 ناز ہے قسمت پہ مجھ کو دلِ فدائے یار ہے
 دلِ ازل سے ہے غبارِ کوئے تاجِ الاولیا
 ماہِ عرفاں قادِ بے پستیؑ رضائیؑ ہے جمال
 بوالعلائیؑ آئینہ ہے روئے تاجِ الاولیا
 شہرہٴ آفاق ہے خلقِ عظیم نے مثال
 ہو بہو ملتی ہوئی ہے خوئے تاجِ الاولیا
 ہوتی ہے مری خمارِ پنجگانہ یوں ادا
 سامنے محراب ہے ابروئے تاجِ الاولیا
 آنکھیں روشن دلِ منور ذرہ ذرہ نور نور
 رات دن پیشِ نظر ہے روئے تاجِ الاولیا
 بارشِ ابرکرم ہے نورِ وحایتِ ہر طرف
 ہے منور ذرہ ذرہ کوئے تاجِ الاولیا
 لب پہ ہے نامِ نبیؐ دل میں حلا کی یاد ہے
 آنکھ میں عکسِ جمالِ روئے تاجِ الاولیا
 کشتگانِ خنجرِ تسلیم آئے ہیں یہاں
 قتل گاہِ عاشقان ہے کوئے تاجِ الاولیا
 ہے یہ جذبِ شوقِ یاران کی عنایتِ خاص ہے
 دل کھینچا جاتا ہے میرا سوئے تاجِ الاولیا

نیر عرفان امین اعرافین عابد الرؤف رح
منتخب ہیں پاسبان کوئے تاج الاولیا
جان و دل قربان ان پرہائے شریک نازاں رح
ہوں میں سودا کی غلام روئے تاج الاولیا

منقبت ۱۲

(۲۰)

زمین پہ چاکم روئے زمیں ہیں شاہ شکور رح
بلند مرتبہ ہیں بالانشیں ہیں شاہ شکور رح
جہاں میں حامی قرآن و دین ہیں شاہ شکور رح
فدا کی شہ دین متیں ہیں شاہ شکور رح
خطاب غنی ملا "تاج الاولیا" ان کو
وہ اس جہاں یقی حق کے امین ہیں شاہ شکور رح
ہمارے گلشن دل کا نظارہ کیا کہنا رح
کہ اسی چین میں بہارہ آفریں ہیں شاہ شکور رح
مودبانہ ادھر دیکھتے ہیں اہل نظر رح
دور عالم علم الیقین ہیں شاہ شکور رح
فنا بقا کے مسائل کا حل ملا محض کو رح
پکارو دل سے جہاں بھی وہیں شاہ شکور رح
شکور شاہ کی مسند کی ہے نیر کو رح
بنی رضا کے اگر جانشین ہیں شاہ شکور رح
ادھر ہیں اہل جہاں پر نوازشیں ان کی ہیں شاہ شکور رح

کیا ہے مردہ دلوں کو حضور نے زندہ
 وہ فرد خاص شہنشاہ دیں ہیں شاہ شکور
 دنیا سے ان کی منور ہوئے ہزاروں
 وہ مرہ جیپیں ہیں وہ ہر جیپیں ہیں شاہ شکور
 ملا ہے اہل طلب کو وہ کیفیت عرفانی
 سکون و راحت قلبِ حزین ہیں شاہ شکور
 خوشا نصیب کہ دونوں جہاں ہم کو ملے
 ہمارے خانہ دل میں ملیں ہیں شاہ شکور
 مثالِ ان کی نہیں ہے جواب ان کا نہیں
 وہ رازِ دال ہیں وہ اسرار ہیں شاہ شکور
 پئے زمانہِ ادمصر آ کے یادِ عرفاں
 قریب ساقیِ خلد میں ہیں شاہ شکور
 بس اک نظر میں مجھے بھی بنا لیا اپنا
 کششِ غضب کی ہے کتنے جیپیں ہیں شاہ شکور
 وہ دل کے جس میں غمِ زندگی کا ڈیرا تھا
 خدا کے فضل سے اس میں ملیں ہیں شاہ شکور
 بس اک نگاہ میں دنیا بدل گئی دل کی
 جمالِ پوش رہا بالیقین ہیں شاہ شکور
 کچھ ایسے بیٹھے ہیں عجب الرؤف نیز شاہ
 کہ جیسے بنہ م میں مسند نشین ہیں شاہ شکور
 طبیب ہونگے زمانہ میں سیکڑوں نیکیں
 طبیب دردِ سہیلِ حزین ہیں شاہ شکور

منقبت الہیہ

(۴۱)

بن کر امین خلق میں آئے شکور شاہ رح
 اسرار کا الہ کے لئے شکور شاہ رح
 کس دم خیال میں نہیں آئے شکور شاہ رح
 حسن سے عیاں ہے ادائے شکور شاہ رح
 میں بھی تو مست بادۂ حب رسول ہو رح
 فیض رضا ہے اور عطائے شکور شاہ رح
 آنکھوں کے سامنے ہے ضیائے شکور شاہ رح
 دل میں بسی ہوئی ہے ادائے شکور شاہ رح
 تقدیر آرزو و تمنا چمک اٹھی رح
 قلب و نگاہ میں جو سائے شکور شاہ رح
 کیا غم ہے مجھ کو گرمی خورشید حشر کا رح
 سایہ فگن ہے سر پہ روائے شکور شاہ رح
 "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں" رح
 اب تک یہ کو بجتی ہے صدائے شکور شاہ رح
 تقدیر کی رسائی کا عالم نہ پوچھیے رح
 ہاتھوں میں آگئی ہے روائے شکور شاہ رح
 ہشیار باش رہو راہ سلوک جذب رح
 حد طلب میں یہ ہے ذرائے شکور شاہ رح
 ہر قلب ہر نگاہ سی دنیا بدل گئی رح
 ہر قلب ہر نگاہ پہ چھائے شکور شاہ رح

شاہوں کے رعب داب سے مرعوب کب ہوئے
 جو دن سے ہو گئے ہیں گداے شکور شاہ
 عبدالرؤف شاہ کا چہرہ نظر پڑا
 یا میرے سامنے ہے بقائے شکور شاہ
 گھبرانہ اے شہنشاہ کسی مرحلے سے تو
 ہر حال میں ہے ساتھ دعائے شکور شاہ
 کیا پوچھتے ہو نام و پتہ مجھ سے اے شہنشاہ
 کہتے ہیں لوگ جھک کر اے شکور شاہ

غزل

۱۹۶۸ء

(۴۲)

تیرا آستان لائق بندگی ہے۔ تیری یاد مرے لئے قیمتی ہے
 گزرتے ہیں اب بھر مٹی و نمک۔ مری زندگی بھی یہ کیا زندگی ہے
 دیارِ دہل یہ سرم ہے تمہارا۔ تمہاری خوشی میں ہماری خوشی ہے
 ہیں بندہ ہوں تیرا تو مولائے میرا۔ تیری یاد گو یا مری بندگی ہے
 بچانا بہین حزیں کو کسی مولا
 کہ اب ناؤ اس کی جھنوریں چھپتی ہے

مستقبست

(۴۳)

رشتہ جنت ہو گئی یہ سبزی شاہ شکور
 کہتے خوش قسمت یہاں کہ میں مکین شاہ شکور

آپ کے لطف و کرم ہیں بالیقین شاہ شکور^{رح}
 آپ جب ہیں ساتھ میرے - غم نہیں شاہ شکور^{رح}
 ہم غریبوں کے ہیں آقا مونس و غمخوار ہیں
 آپ نے پختہ کیا دوق بقیں شاہ شکور^{رح}
 آپ کی دلکشی ادائیں صورت و سیرت بھی
 اب رہیں گی تا قیامت دل نشیں شاہ شکور^{رح}
 شکل آنکھوں میں ہے تیری لب پہ تیرا ذکر ہے
 نام سے دل کو سکوں ہے بالیقین شاہ شکور^{رح}
 خیر سے چاروں طرف ہے عرس کی پھر دھوم مدام
 آپ سے ہیں ہر جگہ سے نثارین شاہ شکور^{رح}
 آپ تاج الاولیاء ہیں قادر ہی حسیب ہیں
 ہے زمانہ آپ کے زیر نگیں شاہ شکور^{رح}
 خوف محشر سے سہل خستہ جاں آزاد ہے
 آپ کی صورت رہے گی دل نشیں شاہ شکور^{رح}

غزل ۱۹۶۹ء

(۴۴)

سمجھتے ہو جیتے ہیں راز کی باتیں نظر والے
 خیر رکھتے ہیں لیکن کہہ نہیں سکتے نظر والے
 ضرورت ہے نہ ساعز کی نہ حاجت انکو منیا کی
 نظر ہی سے مئے الفت پلائے ہیں نظر والے
 جو ڈھونڈھیگا وہ پائے گا کوئی شکل نہیں ملنا

وہ ان کو دھونڈھ لیتے ہیں جو مجھے نہیں نظر والے
 حسینانِ جہاں ظلم و ستم و صافے کے عادی ہیں
 سہا کرتے ہیں وہ ظلم و ستم جو یہاں جگر والے
 کمندِ عقل والی جا رہی ہے چاند پر دیکھیں
 نہیں اپنا پتہ آن کو جو بنتے ہیں قمر والے
 یہ دیا چند روزہ ہے فنا ہر شے کو لازم ہے
 نہ بھولیں اپنی اس منزل کو بھی یہ گزر والے
 پئے شرکت سہیل آدابِ محفل بھی ضروری ہیں
 سہیل کر بیٹھے محفل میں پیچھے ہیں نظر والے
 سہیل خستہ جاں مجنوں تھے سودا کی ہے چھپر بھی
 بھی کہتے ہیں گھر والے ادھر والے ادھر والے

منقبت

(۴۵)

ذہبی میں دل میں سوائے نیر و عبد الشکور رح
 درس آگاہی کے لائے نیر و عبد الشکور رح
 میری اتنی پیڑیں چھائے نیر و عبد الشکور رح
 لے آئی مجھ کو ہوائے نیر و عبد الشکور رح
 گلشنِ عرفاں میں آئی از سر نو تازگی رح
 مرادہ جاں بخش لائے نیر و عبد الشکور رح
 ہے چمن شاہ رضا کا آج کتنا پیہ بہار رح
 کیسے کیسے پھول لائے نیر و عبد الشکور رح

میری ہستی کو نکھار بھول جاؤں کس طرح
 یاد آتی ہے عطائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 گلشنِ توحید میں ڈنکا بجایا ^{رح} دین کا ^{رح}
 ہر طرف گونجی صدائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 اک نگاہِ لطف نے دنیا بدل ڈالی ^{رح} مری ^{رح}
 کیوں نہ یاد آئے عطائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 بوالعسائی آستان سے تا در شاہِ فنا ^{رح}
 ہے حقیقت میں بہت نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 خوفِ محشر کیا مجھے ہو فکِ جنت کیا مجھے
 میرے سر پہ ہے روائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 اپنے بیگانے سمجھی ان کی نگاہوں میں رہے
 غیر پر بھی تھی عطائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 گونجی ہے "یا شکور یا رؤف" سے قضا ^{رح}
 سارے عالم پر ہیں چھائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 اک مجھی پر منحصر کیا خلق کہتی ہے یہی ^{رح}
 معرفت کے راز لائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 پوچھتے ہو نام کیا میرا مرے خالص عزیز ^{رح}
 میں ہوں اک ادنیٰ گداے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}
 مضطرب رہا رہتا تھا سہیل خستہ جاں
 در پہ اپنے کھینچ لائے نیر ^{رح} و عبد الشکور ^{رح}

منقبت

(۴۶)

عرس میں ہے لطف عام نیر و عبد الشکور^{رح}
 لٹ رہا ہے آج جام نیر و عبد الشکور^{رح}
 کیا کہوں کیا ہے مقام نیر و عبد الشکور^{رح}
 ہے بہت ہی برتر و بالا مقام نیر و عبد الشکور^{رح}
 پھر کھلا میخانہ شاہ رضا آؤ پیو^{رح}
 جام بھر بھر کر بنام نیر و عبد الشکور^{رح}
 پھر اٹھا ہے درد دل پھر بڑھ چلا ہے اضطراب^{رح}
 پھر تڑپ اٹھا غلام نیر و عبد الشکور^{رح}
 پھر بلاوا آگیا ہے بہر شرکت بزم میں^{رح}
 پھر وہی ہے اہتمام نیر و عبد الشکور^{رح}
 پھر بہار آئی گلستان رضا میں^{رح}
 پھر صبا لائی پیام نیر و عبد الشکور^{رح}
 وہ رواں شیریں بیانی وہ بیان معرفت^{رح}
 اللہ اللہ وہ کلام نیر و عبد الشکور^{رح}
 وقف ہے ہر انس میرا بس انہیں کے واسطے^{رح}
 جی رہا ہوں بنام نیر و عبد الشکور^{رح}
 ہو مبارک جام جم کی آرزو جمید کور^{رح}
 رو برو میرے ہے جام نیر و عبد الشکور^{رح}

ساتی فطرت پلائے جا رہا ہے مجھ کو مئے
 پی رہا ہوں میں بنام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 عالم تنہائی میں نحو تصور ہو کے میں
 دیکھتا ہوں صبح و شام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 ہو گئے قلب و نظر مسرور ان کو دیکھ کر
 چشم و دل میں ہے قیام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 اک خرام ناز نے دنیا بدل ڈالی مری
 واہ کیا کہنا خرام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 ہے انوکھی بزم انکی ہے بہت دلکش سماں
 کتنا بہتر ہے نظام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 آپڑا ہوں تیرے در پر ساتی میخانہ میں
 دے کوئی سا غریب نام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 بے وضو خدام کے لب پر نہیں آتا ہے نام
 اللہ اللہ احترام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 روضہ اطہر پہ بلوالیں اسے شاہِ محراب
 عرض کرتا ہے غلام نیرؔ و عبد الشکورؔ
 میں کہاں ہوں باوہ وعدت کے پیمانے کہاں
 پی رہا ہوں بس بنام نیرؔ و عبد الشکورؔ

جان انجاء جو شہید اور ان پر کرتے ہیں سہیل
 ہوتے ہیں وہ ہمکلام نیرؔ و عبد الشکورؔ

غزل

(۴۷)

کاترے پروردہ الفت کو اس دنیا میں غم کیا ہے
 کرم پر ہو گزر جس کی وہ کیا جانے ستم کیا ہے
 رضائے حق کے طالب کو رضائے حق ہی کافی ہے
 یہ جنت حور و خلخال اور یہ باغ ارم کیا ہے
 پیاکرتے ہیں ہم ساقی کی آنکھیں سے سر محفل
 ہمیں پینے کی خاطر احتیاج جام جسم کیا ہے
 محبت کرنے والے موت سے گزر نہیں درتے
 انہیں مرنے کا ڈر کیا انہیں مرنے کا غم کیا ہے
 سر محفل بنائیں کس طرح اب حال دل اپنا
 سر محفل نہیں کیا اس کرم فرما سے ہم کیا ہے
 جہاں بھری مصیبت تو ہمارے واسطے بھری
 تمہیں دنیا کا غم کیوں ہے تمہیں دنیا کا غم کیا ہے
 انہیں دل سونپ کر ہم ہو گئے ہیں مظہرِ لکین
 خدا جلنے پہیلی اب اپنی سمت میں رقم کیا ہے

غزل

(۴۸)

جھم کو نہیں سکوں کہیں روزگار میں
 رستی ہے روح کبھی میری تیرے دیار میں
 کیسی نظر سے تو نے بدلائی تھے الست
 شام و سحر گزرتے ہیں میرے خار میں

ہم کہہ آرزو یہی اے روحِ زندگی مدفن بنے ہمارا بھی ترے دیار میں
 حاصل تیرے ایک چومے دودن جانتا وہ بھی گزر رہے ہیں ترے انتظار میں
 ہوش و سواس عقل و خرد پر یہی کیا ہوتی گم ہوئی نظر بھی مری حسنِ یار میں
 اے دوست اب تو کچھ بھی اسے سوچتا ہوں دل جو ہو گیا ترے نفس و نگار میں
 آیا تھا کس لئے یہاں وعدہ کیا تھا کیا؟

انساں الجھ کے رہ گیا نیل و تہا رہی
 اللہ رے تجلی عکس رخِ حسین ط
 گم ہے نگاہِ شوق مری حسنِ یار میں
 اسے خبر تھی ہے خبر کچھ بھی یا نہیں
 بیٹھا ہوں مدتوں سے شری رہ گزار میں
 اے جان انتظارِ جہلاک اک دکھا بھی جا
 آنکھیں ہیں فرشِ راہ ترے انتظار میں
 آتے ہیں آج کھینچے ہوئے لوگ اس طرف
 چرچا ہے ان کے حسن کا قربِ جوار میں
 آ کے بک رہے ہیں خریدارِ بیاباں
 حاضر ہوئے نہیں آج جو تیرے دیار میں
 وہ آ رہے ہیں چارہ گری سے لئے ہل
 سیموں بجان پڑ نہ جائے مری جان زار میں

غزل

Again

(۴۹)

دل کے آئینہ میں ہر دم ترا نقش ہوگا
 دیدہ اشوق میں ہر دم ترا جلوہ ہوگا
 ہم نے جب ان سے کہا پیلے بھی دیکھا ہے نہیں
 منہس کے کہنے لگے ہاں ہاں کہیں دیکھا ہوگا
 آگ سینے میں مرے تم نے لگائی ہوگی
 دل جگر دونوں کو تم نے ہی جلا دیا ہوگا
 پھر مرے دل میں کسکے ہونے لگا غم غم کر
 اُس نے پھر تیرے نظر آدلی پہ چلایا ہوگا
 آنے والے تو بہت۔ بزم میں آئے ہوں گے
 اپنے پاس اُس نے کسی کو نہ بٹھایا ہوگا
 تیرے جلوؤں سے زلزلے میں بڑھ گئی رونقا
 یہ حقیقت ہے کہ گھر گھر ترا چہر چاہی ہوگا
 داستانِ غم دل کس نے سنائی ہوگی
 داغ سینے کا انہیں کس نے دکھایا ہوگا
 دل میں ہے یاد تری شکل تری آنکھ میں
 ہے جنوں زور پر اب دیکھئے کیا کیا ہوگا
 اُس نے بے ساختہ ہر گام پر چلتے پھرتے
 فتنہ حشر سہراہ جگایا ہوگا
 ہے زباں پر مری۔ افسانہ ترا نام ترا

دل پر شوق میں اب تیرا ہی جلوہ ہوگا
 بہر چلے ہی مری آنکھوں سے بلا کئے تسویر
 کیا عزم عشق میں جاری کوئی دریا ہوگا
 چاند کہتے ہیں جسے سارے زمانے والے
 چرخ پر آپ کا عکس رخ زیبا تر ہوگا
 جب کسی نے کہا آیا ہے بھکاری کوئی
 کہہ دیا اس نے سہیل آیا ہے آیا ہوگا
 بس وہی جلوہ فگن ہو گئے ہوں گے آنکھ
 اے سہیل اور کوئی دل میں نہ آیا ہوگا
 جب رہا ہے وہ ترے نام کی مالا ہر دم
 اب سہیل اولہ بھی دیوانہ ورسوا ہوگا

منقبت

(۵۰)

میں سخن ورمذاح خوان نیر و عبد الشکور
 اہل دل ہیں وصف دان نیر و عبد الشکور
 اپنے تو اپنے پرانے بھی نظریں ہیں مری
 کتنا ہے دلکش بیان نیر و عبد الشکور
 جانتے پہچانتے ہیں اہل دل اہل نظر
 خوب ہیں یہ رتبہ دان نیر و عبد الشکور
 کیسی تھی دلکش ادا وقت سخن وقت با
 یاد ہے شیریں زبان نیر و عبد الشکور

کھل رہے ہیں کیسے کیسے گلِ رضا کے سلف سے
 دیکھئے یہ نکلتا ہے نیرِ نور و عبد الشکور
 اس سے اچھا اور اب کوئی ٹھکانہ کہاں
 پاگئے ہم آستانِ نیر و عبد الشکور
 جہاں لیں پہچان لیں اچھی طرح اہل نظر
 ہے سہیل اک مدح خوان نیر و عبد الشکور

غزل

(۵۱)

تم سا حسین کوئی کہتا نہیں حسین میں
 نقشِ شمسِ حسین کا آتا نہیں ذہن میں
 درجہ بڑ کر تمہارا جائیں گے اب کہاں آہم تیرا انجمن میں
 جذب آگئے ہیں آقا ہم تیرا انجمن میں
 سارا جہان بدلتے لیکن روش نہ بدلتے
 بغزش نہ آنے پائے کوئی مرے حلقہ میں
 مانند شمع ہر دم جلتا رہوں خدایا
 ہوتا رہے اضافہ ہر سونہ ہر جن میں
 لب پر ترے تبسم شیریں بیابا تیرا
 تاثیر کیا ہے واللہ اے جہاں ترے سخن میں
 آنکھوں میں بس گئے ہو دل میں سما گئے ہو
 عکسِ رخِ حسین اب چھایا مرے ذہن میں
 ہر ہر قدم پہ قرباں ہر ہر قدم پہ صدقے کی انجمن میں
 ہے جلو کا شکور کا نیر کی انجمن میں

جاہ و جلال ان کا لطف و کرم بھی ان کا
 سحر آفریں نگاہیں جا دو بھرا سخن میں
 یہ ان کی ہے نوازش جو کچھ عطا ہوا ہے
 و صبیہ نہ آنے پائے کوئی بھی پیر میں
 جو لہجہ گزرتا جائے ہر لمحہ زندگی کا
 میں انجمن میں ان کی وہ اپنی انجمن میں
 ہے آذر و سہیل شستہ کی اب تو ہر دم
 ہو اتباع کا تل مرے رہن سہن میں

منقبت

(۵۲)

راحت اہل نظر ہے جلوہ شاہ رضا
 ہر نظر سے باخبر ہے جلوہ شاہ رضا
 تجھ کو کھل البصر ہے جلوہ شاہ رضا
 مرخم زخم جگر ہے جلوہ شاہ رضا
 میں غلامان محمد کا ہوں اک ادنیٰ غلام
 میرے دل میں مستتر ہے جلوہ شاہ رضا
 نور سے معمور ہے ہر وقت دل کی انجمن
 رات دن پیشی نظر ہے جلوہ شاہ رضا
 جلوہ کون و مکال سے ہو گیا میں بے نیاز
 سامنے شام و سحر ہے جلوہ شاہ رضا
 جان بھائی بھی تصدق بوالعلاء حسن پر
 دولتِ قلب و نظر ہے جلوہ شاہ رضا

جس کو چاہا کر دیا دنیا سے دل سے لے نیاز
وہ سخی وہ حق نگر ہے جلوہ شاہ رضا
انجمن در انجمن اہل نظر پر ہے عیاں
شروع عرفاں سر بسر ہے جلوہ شاہ رضا
اللہ اللہ تجھ پر یہ چشم شکوہ کی نظر
کچھ نہ ہو دل میں مگر ہے جلوہ شاہ رضا
حسن عرفاں کی بجلی کیوں نہ ہو ایک ایک کھول
باغ عرفاں کا سحر ہے جلوہ شاہ رضا
لا نہیں سکتا کوئی بھی خوبیاں انفاظ میں
خوب تر ہے خوب تر ہے جلوہ شاہ رضا
حسرت من حاصل آں پر تو حسن عظیم
مرکز قلب و نظر ہے جلوہ شاہ رضا
میں شکوہ در کا سو دانی ہوا ہوا اے سہل
رات دن پیش نظر ہے جلوہ شاہ رضا

یہ منقبت گلشن رضا میں ص ۳۶ پر لکھا ہے اس میں چھپ چکی ہے

منقبت

(۵۳)

تناؤں آپ کو کیا ہے مقام شاہ رضا
سکون اہل طلب ہے پیام شاہ رضا

بروئے شاہِ رضاؒ ہر جھکے ہیں شاہوں کے
 پھر ریے اڑتے ہیں ہر سونامِ شاہِ رضاؒ
 نگاہِ چشمِ ملک ویکھتی ہے کیا جھک کو
 زبے نصیب کہ میں ہوں غلامِ شاہِ رضاؒ
 جنونِ شوق کی نیرنگیاں نہ پوچھ ندیمؒ
 کہاں کہاں گئے پھرتا ہے نامِ شاہِ رضاؒ
 طلبِ درست ہو تو بے طلب بھی ملتا ہے
 عجب زمانے میں ہے فیضِ عامِ شاہِ رضاؒ
 تری زباں پہ ہے حورو و قصور اے زاہد
 ہمارے واسطے کافی ہے نامِ شاہِ رضاؒ
 خوشا نصیب کہ دنیا کی اب ہوس نہ رہی
 ہمارا دل ہوا جب سے غلامِ شاہِ رضاؒ
 وہ دل کے جس میں غمِ زندگی کی دنیا لہتی
 خدا کے فضل سے اب ہے قیامِ شاہِ رضاؒ
 سبیلِ بادۂ عرفاں ہے ہر طرف جاری
 بچے بستیق زمانہ بنامِ شاہِ رضاؒ
 سکونِ قلب ہے عنقا سہیل و دنیا میں
 مگر پیامِ سکون ہے پیامِ شاہِ رضاؒ

یہ منقبت گوارشکوریؒ میں ص ۳۱ پر ۱۹۵۷ء
 میں چھپ چکی ہے۔

۵۴ تاریخ وفات تاج الاولیاء

پیر کامل ماہ تابان رضا
آسمان معرفت کا آفتاب
راہ تسلیم و رضا کا مہتاب
پیر کامل پیر کی شب چل گیا
دسویں ویں الحجہ کو وقت عیشام
چھپ گیا نور شید تابان رضا
وہ درختاں ہر عرفان رضا
خلد میں ہے آج ہمان رضا
ساقی بینانہ عرفان رضا
یکر عہد و وفا سب ان رضا
چھپ گیا نور شید تابان رضا
سال غم آغوشی رحمت ہے تہل

۱۹۵۵ء

خلد میں ہی آج ہمان رضا

مندرجہ بالا تاریخ وفات "گلزار شگوری" میں صفحہ ۱۱ پر چھپ چکی ہے۔

ختم

۵۵

جلوے تھے دور جہتک ان کے رخ حسیں کے
تھے رائیگاں سر اسر سجدے مری جہیں کے
کیا کہئے کیا کشتیں ہے جلوں میں اسی حسیں کے
مرہون آستان میں سجدے مری جہیں کے
ای کمر شراب عرفان مسرت ہو رہے ہیں
نہیں خوش نصیب طالب اس ساقی حسیں کے

ہے حاصل تصور ہر دم وہ شاہ خولا
 جلوے نگاہ میں ہیں آگاہے دلنشیں کے
 سو سو تجلیوں سے بھر پور ہر شاہ
 رطف و کرم ہیں روشن اس چشم سرنگین کے
 شاہ شگور میں بھی یہ طرفہ شاہ دیکھی
 ہاں آپ رہنا ہیں دنیا کے اوپر دی کے
 وہ ہیں کہ درہم سے دنیا کے آرزو میں
 ہم ہیں کہ منہ نظر ہیں اب وقت واپس کے
 دنیا کے حسن والے جتھے نہیں نظر میں
 ہم ہیں اسیر الفت اک ایسے نہ جہیں کے
 میرے لئے ہے کافی بس اک نگاہ ساتی
 اوروں کو ہو میسر یہ جام انگبین کے
 ہو جائے گا نظارہ طیبہ کا اک نہ اک دن
 ہوں گے ہیل پورے ارماں دل حزیں کے

یہ غزل "گلزار شکوری" کے صفحہ ۷۵ پر چھپ چکی ہے

منقبت

(۵۶)

ادائے شاہ رضا سیرت شگور میں ہے
 عجب جلال نہاں طلعت شگور میں ہے
 بنام کو راضی کیا جب رضا ہوئے راضی
 رضائے شاہ رضا انفت شکوری ہے

طلب سے بھی ہیں زیارہ فائز ہیں ان کی
 و فور رطف و عطا فطرتِ شکور میں ہے
 عطائے جود و سخا ہے مرے حضور کی ذات
 عطائے جود و سخا حضرت شکور میں ہے
 عذابِ قبر کا کھٹکا نہ خوفِ دوزخ کا
 فلاح میری نہاں حضرت شکور میں ہے
 کرم ہے آپ کا جودِ دل مرا کیا آباد
 کمالِ رطف و کرم رحمتِ شکور میں ہے
 سر اپنے آگے جھکاتے ہیں کج کلاہوں کے
 سمجھ ایسی ہیبتِ حق عظمتِ شکور میں ہے
 عیاں ہے فیضِ نبیائے گریہ کی خاص ادا
 جمالِ شاہِ رضا سیرتِ شکور میں ہے
 جڑ مہایا رنگِ ظریفیت کا آپ نے ہم پر
 نہ لپٹے جو سبقِ نسبتِ شکور میں ہے
 فنا میں رنگِ بقا سیموں نہ اسکو نہ محال
 جو مستِ صبح و مسافتِ شکور میں ہے
 جیسے کہیں نہ ملا ہو سکوں وہ آئے یہاں
 سکوں اہل طلبِ دعوتِ شکور میں ہے
 سہیل جس پہ نظر کی وہ ہو گیا کامل
 وہ پائے راہِ فقر حضرت شکور میں ہے
 یہ مقبوت گنارِ شکور کی صفت پر چھپ چکا ہے۔

نعتیہ مشاعرہ لم آئی
سنتیہ واہ کینٹ

نعت

(۵۷)

طرح مصرعہ توحید کی کتاب کے عنوان تمہیں تو ہو
تخلیق کائنات کے عنوان تمہیں تو ہو
روح روان عالم امکان تمہیں تو ہو
تسکین قلب اور نظر جاں تمہیں تو ہو
فیض رسد رحمت باران تمہیں تو ہو
حب اولیا ہیں ظل نبوت خدا گواہ
نور خدا ہو مظہر بندہ ان تمہیں تو ہو
جن کے سبب ہے گلشن توحید پر بہار
وہ صاحب شریعت و قرآن تمہیں تو ہو
نازاں ہیں انبیاء بے سرو سامانیوں یہ ہم
ہم بیکسیوں کی زینت کا سامان تمہیں تو ہو
جس کا اشارہ چاند کے دو ٹکڑے کر گیا
وہ جزو نور و وحدت یزدان تمہیں تو ہو
روشن ہے جس کے نور سے صبح حیات و عشق
وہ بے مثال مہر درخشاں تمہیں تو ہو
مردہ دلوں کو بختی زندگی نئی
جان سیج نازش دوراں تمہیں تو ہو
سارے جہاں پہ کسی کا تصرف ہے یاب
اقلیم کائنات کے سلطان تمہیں تو ہو

ہر دم و نجوم کے جلووں سے آشکار
 ہر ذرہ کائنات میں پنہاں تمہیں تو ہو
 چشمِ کرم سہیل سزئی پر سدائے
 لاچار بیگیاں کے نگہبیاں تمہیں تو ہو

نعت

(۵۸)

ہے کون عاصیوں کا سہارا ترے بغیر
 ہو گا کہاں ہمارا گزارا ترے بغیر
 مانگیں تو کس سے مانگیں کہاں جا کے مانگیں ہم
 اب کون ہے ہمارا سہارا ترے بغیر
 ملتا ہے ترے در سے امیر و غریب کو
 ہوتا ہے کب کسی کا گزارا ترے بغیر
 کلمہ ہو یا اور اذان ہو بکینر یا نماز
 نہ ہوتا ہے رکن دین بھی ادھر اترے بغیر
 پر تو ہے ترے حسن کا ہر ذرہ کائنات
 خالق نے کب کسی کو سنو اترے بغیر
 شاہِ خیر لو جلد سہیل حویں کی اب
 لے چین را تون ہے بچار اترے بغیر

نعت

۵۴

خیالوں میں مرے وہ گیسوئے خمدار آتا ہے
 تصور میں ہمارے احمد مختار آتا ہے
 کرشمہ یار کا ہے حبیب خیال یار آتا ہے
 وہ رب العالمین ہے رحمت اللعالمین آتا ہے
 زبان پر نام نامی سید برار آتا ہے
 خدا کی شان تم کو عاصیوں پر بار آتا ہے
 "خدا مشتاق جس کا ہے ہی دلدار آتا ہے"
 زیارت کو تمہارا طالب دیدار آتا ہے
 حبیب کبریا ہونم غریبوں کے سہار ہو
 کرم فرمائیے آقا کہ اک لاچار آتا ہے
 تم ہر دم سامنے رہتے مرا قدموں پہ سر ہوتا
 تمنا یہ لئے دل میں سہیل زار آتا ہے

نعت

۶۰

خدا کے بعد محمد کا نام لیتے ہیں
 وہی تو ساقی کو شر سے جام لیتے ہیں
 حضور کرتے ہو ولی کو بھی تمام لیتے ہیں
 تمہارے سامنے جب ان کا نام لیتے ہیں
 شراب عشق محمد کا جسم لیتے ہیں
 قریب دور کہے سب کا سلام لیتے ہیں
 فرشتے نام پر احترام لیتے ہیں
 غنی کے دار سے گناہوں کا نام لیتے ہیں
 زبان و دل سے ہمیشہ یہ کام لیتے ہیں
 جوڑ حکم دامنِ حرمت کو تمام لیتے ہیں
 گنہ گاروں پر امیدوار بھی لیتے ہیں
 پڑے درود سلام ان پر ہر نودل لیتے ہیں
 درود کیف و مستی کے رنگ لیتے ہیں
 گنہ گاروں پر یہ سیریاں وہ دناوی بھی لیتے ہیں
 حبیب و اولیاء کی شان کیا کہنا
 سہیل خستہ جگر کی جھلکیوں سے یہ لیتے ہیں

غزل

۶۱

جگمگا اٹھی یہ دنیا مرے دیوانوں کی
 ہو خدا جس کا ثنا خواں دو عالم سار
 پر گئی نظر کرم جب ترے دیوانوں کی
 کیا حقیقت بھلا ہم جیسے تاناؤں کی
 خند پیشانی و خوش خلق تبسم لب پر
 سحر افکن ہیں نگاہیں ترے ستاروں کی
 آنکھوں آنکھوں میں پلاتے ہیں جام عرفا
 اب شجاعت رہی مینا کی نہ پیاروں کی
 ترے دیوانوں کا دیوانہ سہیل مسکین
 یاد میں رہتا ہے ہر دم ترے دیوانوں کی

منقبت

۶۲

مرشدی آقا ہمارے پیشوا شاہ شکور
 آپ "تاج الاولیاء" ہیں۔ رہنما شاہ شکور
 کس طرح چھوڑے گا در آپ کا شاہ شکور
 ہے انل سے مری قسمت میں لکھا شاہ شکور
 یو العلاء کے جانشین حضرت علیؑ کے لادے
 جاں نثار حضرت شاہ رضاؒ شاہ شکور
 آپ محبوب خدا ہیں آپ ہیں نائب رسول
 آپ کا فرمان فرمان خدا شاہ شکور
 قبلہ واجبات ہو و میرت نہ آقا سے من
 ہو مسی و غفور و مہربان شاہ شکور

رشکِ جنت ہو گئی یہ سر زمین پاک بھی
 ہر جگہ پیغمبرِ مہینچا آپ کا شاہِ شکور
 اک نگاہِ فیض نے دنیا بدل ڈالی مری
 اللہ اللہ یہ تصرف آپ کا شاہِ شکور
 بے سہاروں کا سہارا بیکسوں کے چارو ساز
 ہم غریبوں پر ہے احسان آپ کا شاہِ شکور
 میں کہاں اور منتقیت یہ آپ کی یا مژدہ
 ہے یہ اک ادنیٰ اگر شتمہ آپ کا شاہِ شکور
 منحصر مجھ ہی پہ کیا یہ بارشِ ابرہ کرم
 سب پہ یکساں ہے کرم یہ آپ کا شاہِ شکور
 بخاندِ دل تھا مرا ویران بھی تاریک بھی
 آپ نے بخش ہے اس دل کو جلا شاہِ شکور
 فکرِ عقبیٰ اور غم دینے سے ہیں وہ بے نیاز
 جن کے حق میں آپ کی ہوگی دعا شاہِ شکور
 آفتابِ حشر کی لڑی کا جھوکا خوفِ کیا
 سب بے لطف و کرم ہے آپ کا شاہِ شکور
 ہمیشہ وحدت پلا متوالا و بے خود بنا
 چشمِ فیض رہا لگے ساقیا شاہِ شکور
 تربیت کا مرکز ہے روئے زیبا شاہِ شکور
 تا ابد تو ایم رہے گا دل میں یہ شاہِ شکور

آرزو ہے یہ سہیل خستہ جاں کی مرتے دم
میرا سر ہو اور در ہو آپ کا شاہ شلوگر

غزل

(۶۳)

ستم اس طرح سما گئے مری نگاہ میں
ہم کھو کے رو گئے ہیں تیری بارگاہ میں
میں اور یہ رسائی تری بارگاہ میں! ترا کرم ہے مجھ پر حقیقت کی راہ میں
کچھ بھی نہ پیر بلا سے تمہاری تنگانیں سب سمجھ ہو دوست تم تو ہماری نگاہ میں
دل میں سکون ہے مگر اک روگ لگ گیا
آیا ہوں جب سے دوست تمہاری نگاہ میں
آؤ گے تم کبھی نہ کبھی اس طرف ضرور
دھونی رما لے بیٹھا ہوں میں تیری راہ میں
کانوں میں گونجتی ہے صدا آپ کی ضرور
”اپنے پرانے سب ہیں ہماری نگاہ میں“

وہ دن نہیں رہے مگر تازہ ہے دانتوں
لاہور میں تھے آپ اور میں تھا واہ میں

کیا خوب پوچھتے ہیں کہ دل کیا ہوا سہیل
نم ہو گیا ہے آپ ہی کی جلوہ گاہ میں
واہ کینٹ

منقبت

(۶۲)

پیام شاہ رضاؒ ہے پیام شاہ شکورؒ
 کون اہل طلب ہے پیام شاہ شکورؒ
 ازل سے ہے مرے دل میں قیام شاہ شکورؒ
 کون قلب نہ کیوں ہو پیام شاہ شکورؒ
 ہماری عقل ہی کیا ہے سمجھ میں آئے کبھی کیا؟
 بہت بلند ہے اعلیٰ مقام شاہ شکورؒ
 کہنے ہوئے چلے آتے ہیں میکشانِ دہر
 عجب ہے میکرہ مینا و جام شاہ شکورؒ
 بہار آئی ہے گلشن میں آج پھر ساقی!
 قبول رندوں کا کیجئے سلام شاہ شکورؒ
 جنوں عشق کی نیرنگیوں کا کیا کہنا
 کہاں کہاں لئے پھرتا ہے جام شاہ شکورؒ
 روش زلف نے کی بیری تو کیا ہوا نا صَح
 ہمارے سامنے ہے صبح و شام شاہ شکورؒ
 یہ ساغر مٹے وحدت ہے جام شاہ رضاؒ
 مگر میں پیتا ہوں بہ اہتمام شاہ شکورؒ
 کھلا ہے میکرہ دل رات آئے جو چاہئے
 پیئے پلائے یہ ہے اذن غام شاہ شکورؒ

مٹا کر نہ دیکھ سکتا یہ سلسلہ ہرگز
 رہے گا حشر تلک یہ نظام شاہ شکور
 سبیل سستی و غفلت یہ کب تلک تریا
 رکھیں ان منزلیں اعلیٰ مقام شاہ شکور!

منقبت

(۶۵)

جام جم سے کم نہیں پیمانہ شاہ شکور
 سامنے رکھتا ہوں میں میخانہ شاہ شکور
 جلوہ جانانہ ہے یا آئینہ شاہ شکور
 روئے شیر میں نمایاں جلوہ شاہ شکور
 دل میں ہے عشق رخ جانانہ شاہ شکور
 آنکھوں میں ہے مستی پیمانہ شاہ شکور
 بخوردی میں کبھی ہمیشہ ہوش میں رہتا ہے وہ
 ہشیار مستی میں بھی ہے دیوانہ شاہ شکور
 مختصر مجھ پر نہیں یہ فیض عالم غلام ہے
 ہر زبان پر آج ہے افسانہ شاہ شکور
 گردنوں میں رہتی ہیں آنکھیں تجسبی میں ہی
 رو برو آجاتا ہے پھر چہرہ شاہ شکور
 واعظا تجھ کو مبارک خلد کی رنگینیاں
 جنت الفردوس ہے کا شانہ شاہ شکور

فیض پاتا ہے زمانہ آج در سے آپ کے
 ہے کھلا دن رات یہ میخانہ شاہ شکور
 آفتاب حشر کی گرمی سے جھک کر خوف کیا
 سر پہ مرے ہے ہمیشہ سائے شاہ شکور
 دور سے آئے... میں یہ ہمارا تاج الاویا
 ساقیادے آج سب کو بادۂ شاہ شکور
 ناز قسمت پر ہے جھک کر فخر ال کی ذات پر
 ہے سہیل خستہ جاں دیوانہ شاہ شکور

منقبت

(۶۶)

جس دل کے آئینہ میں قیام شکور ہے
 اس زندگی میں عین نظم شکور ہے
 رہتا ہے مری ورد زباں نام آپ کا
 کیا پیار نام آپ کا نام شکور ہے
 ہر فرہ سے ہے جلوہ گری صورت حضور
 جس دل میں دیکھنا ہوں قیام شکور ہے
 لب پہ تبسم سحر بیانی حضور کی
 اللہ سے کشا شیریں کلام شکور ہے
 ہر این و آن سے ہو گیا دل بے نیاز اب
 کیا پر سکوں پیام پیام شکور ہے

لب پر سکوت نظر ہی جھکی جا رہی ہیں کیوں
 دل مائل سجود و سلام شکر ہے
 جتنا بھی ناز بخت پہ اپنے کروں ہے کم
 دل شاد ہے کہ یہ بھی غلام شکر ہے
 اب جا رہا ہوں کوچہ جانناں میں کر کے بل
 کتنا حسین ماہ تمام شکر ہے
 کچھ منحصر بھی یہ نہیں اے دل حسیں
 ہر دل کے آئینہ میں قیام شکر ہے
 پتیا ہوں رات دن سے عرفاں پہل اب
 دل میں خدا نگاہ میں جام شکر ہے

غزل

(۶۷)

حشر میں بھی جلوہ جاناں کو لے جائیں گے ہم
 اپنے دل میں اُن کی صورت اُن کو دکھلائیں گے ہم

حشر میں یہ شور ہو گا کس کا دیوانہ ہے یہ
 خود ہی بلوائیں گے وہ دور سے موئے جائیں گے ہم

آفتابِ چشت ہو تم قادری عرفاں کے ماہ
 پیکرِ حسن و وفاتم سا کہاں پائیں گے ہم

حسی والے تو ہزاروں ہیں کوئی جیتے نہیں
 آپ سے بڑھ کر خشن اب اور کیا پائیں گے ہم

ان کے جلووں میں ہوئے جاتے ہیں گم بہاں اس قدر
ان کی صورت بن کر ان کے سامنے جائیں گے ہم

قبر میں منکر نکیر آئیں گے جب میرے پاس
آپ کی تصویر ان آنکھوں میں دکھلا دیں گے ہم

مار ڈالو یا چلاؤ جس طرح چاہو رکھو
چھوڑ کر دامن تمہارا اب کہاں جائیں گے ہم

رہبر ایمان و دیں چشم عنایت کب نہیں
سایہ رحمت کے نیچے حشر میں جائیں گے ہم

اک نہ اک دلی کو سنا ہی پڑے گا حال دل
داستانِ غم انہیں اپنی سنا جائیں گے ہم

گرتے پڑتے آپ کے قدموں تک ہم آجائے
آپ کی محفل سے آٹھ کراہ کہاں جائیں گے ہم

ہے حکیم ناز ان کی اور یہ سر پہ سجدرہ ریز
چھوڑ کر اس مہ جبین کو اب کہاں جائیں گے ہم

ہم اگر بچنا بھی چاہیں تو بہت مشکل ہے یہ
ان کی نظروں سے بھلا بچ کر کہاں جائیں گے ہم

دیکھ لیں گے حشر کے میدان میں ہم جب آپ کو
آپ کا دامن پکڑ کر بس چلی جائیں گے ہم

آپ کا لطف و کرم گر ہم یہ نہ ہو مولائے من
چلین کب آئے ایمیں کھیرا کے مرجائیں گے ہم

یہ سہیل خستہ جال ہے کشتہ ناز شکور
کوچہ جاناں میں اتنوسر کے بل جاہیں گم

منقبت

(۶۸)

مراد دل ہو گیا پرنور دربار شکوری میں
ہو میں آنکھیں مری مخمور دربار شکوری میں
فرشتے آتے ہیں اللہ والوں کی ہے یہ محفل
خدا کا نور ہے وہ نور دربار شکوری میں
پلا کر جام وحدت آپ نے مدہوش کر ڈالا
نظر آئی فضا ئے طور دربار شکوری میں
وہ میرے سامنے ہیں اور میں ہوں سامنے ان کے
نہ ہو دل آج کیوں مسرور دربار شکوری میں
مقدر اپنا اپنا ہے عقیدت اپنی اپنی ہے
کوئی نزدیک کوئی دور دربار شکوری میں
نہ جنت کی تمنا ہے نہ غم ہے حشر کا جھگڑا
سراپا ہو گیا ہوں نور دربار شکوری میں
اندھیرا ہر طرف چھپایا ہوا تھا خانہ دل میں
یہ ظلمت ہو گئی کافور دربار شکوری میں
مئے الفت پلا کر آپ نے سرشار کر ڈالا
مراد دل ہو گیا مخمور دربار شکوری میں

یہ دل اپنا نہیں ہے دل یہ ان کا ہی تصرف ہے
 ہوئے شیدائی سب مسخورد دربار شکوری میں
 ملا درد جنیدی سوز جامی عشق خسرو جیب
 ہوا ہر ذرہ رشاک طور دربار شکوری میں
 گراں جاتی ہے بجلی سہیل ناتواں دل پر
 ہوا ہے دل مرا پر نور دربار شکوری میں

۶۹ غزل

بخوش بڑھا جنون بڑھا عقل گئی خودی گئی
 عالم ذوق شوق میں دل کی نہ بخودی گئی
 درد یا کرم کیا زبیت کی کتاب دی
 عشق کا سبق ملا نفس کی سرکشی گئی
 چاہا کہ کہہ سناؤں میں اس شوخ چشم ناز کو
 درد بھری کہانی تھی مجھ سے نہ کچھ کہی گئی
 یہ داستان درد دل ایسی تھی خوشحکاں مری
 مجھ سے نہ کچھ کہی گئی اسی سے نہ کچھ سنی گئی
 عکس جمال یار سے حسن جہاں کو ہے فروغ
 سامنے آفتاب کے چاند کی چاندنی گئی
 ساتی کے چشم ناز سے دنیا مری بدل گئی
 پاگیا راز بندگی پہنکی وہ بندگی گئی

حسن کی بارگاہ میں وارفتہ حب ہوا یہ دل
 ہوش و حواس گم ہوئے عقل کی رہبری گئی
 پہلے وہ بے نقاب ہوئے آگیا پھر حجاب کچھ
 حیرت میں کھو کے رہ گیا دل کی نہ تشنگی گئی
 لاکھوں کو کر دیا غنی مفلس بھی ہو گئے دھتی
 جو در و سخا عجب تر ا منگتوں کی مفلسی گئی
 جلوؤں میں تیرے کھو گیا سر بستہ راز پا گیا
 کھو یا ہوں اس قدر کہ اب میری مستی خوشی گئی
 در پہ بھکاری آگئے جھوٹیاں ہاتھ میں لئے
 بانٹنا زکوٰۃ حسن جب سائل کی مفلسی گئی
 ہو گیا پاٹمال دل حسن کی بارگاہ میں
 مغلوب نفس ہو گیا سرکش تما سرکشی گئی
 دامن زلیست چاک کر اپنا وجود پاک کر
 صیقل لاسے صاف کر دیکھ کہ پھر دولی گئی
 صبح و سہا ہے ذکر و فکر آٹھوں پہ خیال یار
 عالم ذوق و شوق میں دل کی نہ بخودی گئی
 تری حریم ناز میں عقل و خرد کا کام کیا
 اچھا ہوا کہ عشق آیت عقل کی رہبری گئی
 سہیل خستہ جان بھی کشتہ حسن یار تھا
 راہ وفا میں جان دی عاشق تھا زندگی گئی

منقبت

(۷)

سر کامل صاحب عرفان تاج الاولیا^{رح}
 واقف اسرار الانساں تاج الاولیا^{رح}
 حق کا جو فرمان ہے فرمان تاج الاولیا^{رح}
 فضل حق کا نام ہے فیضان تاج الاولیا^{رح}
 ظل احمد سایہ دامن تاج الاولیا^{رح}
 قبلہ دین کعبہ ایمان تاج الاولیا^{رح}
 شان ہے اللہ کی یہ شان تاج الاولیا^{رح}
 حق کا جو مہمان ہے فرمان تاج الاولیا^{رح}
 جانتے ہیں اہل دل عرفان تاج الاولیا^{رح}
 دیکھتے ہیں چشم دل سے شان تاج الاولیا^{رح}
 میرا ہر ہر سانس ہے قربان تاج الاولیا^{رح}
 گوش و دل سے سنتا ہوں فرمان تاج الاولیا^{رح}
 آپ نے اپنی غلامی میں کیا ہم کو قبول^{رح}
 ہم غریبوں پر ہے یہ احسان تاج الاولیا^{رح}
 دولت ایمانی سے ہم کو نوازا آپ نے^{رح}
 دین حق کے آپ ہیں برہان تاج الاولیا^{رح}
 تم ہو محبوب الہی کئے جیت لائے^{رح}
 جان و دل سے ہم ہوئے قربان تاج الاولیا^{رح}

رح دین و دنیا قصر جنت حور و غلمان الوداع

زندگی کا یہی مری سمان تاج الاولیا

رح زہد و تقویٰ آپ کے قدموں پہ سب قربان ہے

حق کی جس دن سے ہوئی پہچان تاج الاولیا

رح مٹ گیا حسن شکوریؒ پر دل خستہ خراب

رح قبلہ و کعبہ میرے ایمان تاج الاولیا

رح آپ کے اسم گرامی سے سکون حاصل ہوا

میرے دل کے درد کا درمان تاج الاولیا

رح آپ کے لطف و کرم سے دل مرا آباد ہے

میرے حق میں رحمت یاراں تاج الاولیا

رح آپ ہی کے رپیۂ دامن سے وابستہ رہوں

آئے جسدن حشر کا میدان تاج الاولیا

رح ”راہِ مولا میں فنا ہستی کو کرنا چاہئے“

آپ کا سر آنکھوں پہ فرمان تاج الاولیا

رح آپ کے فیضِ کرم سے طور دل روشن ہوا

نور حق کی ہو کئی پہچان تاج الاولیا

رح جانتے ہیں جام کوثر کی حقیقت بالیقین

لیکھے جو بارہ عرفان تاج الاولیا

رح مٹ رہی ہے بارہ عرفان رضا کے نام پر

وجہ یہی ہیں پی کے سب مستان تاج الاولیا

اہل دل اہل طلب اہل نظر سے پوچھیے
 بارشِ ابر کرم فیضانِ تاجِ الاولیا
 پردہ ہستی کو پہلے بوالہوس توجہ کر
 دیکھ لے پھر جلوہ جانان تاجِ الاولیا
 جامِ عرفان ہو عطا شاہ رضا کے نام پر
 آپ کے گھر آئے ہیں جہان تاجِ الاولیا
 زلیبت کی کشتی شکستہ آپری منجھڑا رہی
 المدد اے خاصہ خاصان تاجِ الاولیا
 آپ کی نظروں سے لاکھوں کی ہوئیں حلِ مشکلیں
 مشکلیں مری بھی ہوں آسان تاجِ الاولیا
 گنبدِ خضرا کی زیارت ہو تجھے یارِ نصیب
 مدد توں سے دل میں ہے ارمان تاجِ الاولیا
 اب نہ چھوڑ دوں گا کبھی دامن تمہارا حشر تک
 ہو سہیل ناتواں کی جان تاجِ الاولیا

منقبت

(۴)

راہِ حق میں سالکوں کے راہِ شاہِ شکور
 آسان معرفت کے ہیں قمرِ شاہِ شکور
 قبلہ ایمان و دنیا اہل نظر شاہِ شکور
 آستانِ کی خاک ہے سہل البصر شاہِ شکور

آپ کی یادوں سے وابستہ ہے دل میں یاد حق
آپ ہی کے چہرے ہیں شام و سحر شاہ شکور رح

مطمئن قلب و نظر بحر طلا علم خیز میں !
آپ ہی کے فیض کا یہ ہے ثمر شاہ شکور رح

میں برا ہوں یا بھلا آخر شش ہوں آپ کا
ہوا سدا حجب پر عنایت کی نظر شاہ شکور رح

دور ہوں مجبور ہوں بیکس بھی ہوں لاچار میں
بجریں بیتاب ہیں قلب و نظر شاہ شکور رح

مارا مارا پھر رہا ہوں پھر بھی لطف زیست ہے
آپ کی الفت کا یہ ادنیٰ اثر شاہ شکور رح

اک نگاہ کیمیا تھی کر گئی دل پر اثر
اللہ اللہ آپ کی جادو و نظر شاہ شکور رح

پاس اب کیا ہے مرے تم پہ توفیق کیا کروں
ہو چکے تم پر فدا قلب و نظر شاہ شکور رح

بس گئے دل میں خیالوں میں تصور میں مرے
ہو گئے احسان مند ہم عمر بھر شاہ شکور رح

دل بنا آماجگاہ درد و سوز و از عشق
سجدہ گاہ مرے ہے ترا شک و شاہ شکور رح

آپ کے غم میں کہاں دل کو مرے حسیں قرار
آپ کے فرقہ میں ہیں اب چشم تر شاہ شکور رح

آپ کے لطف و کرم سے ہو گیا آباد دل
 عشق کی پیدا ہوئی دل میں سر شاہ شکور
 بارش ابر کرم مجھ پر نہ ہو کیوں اے شہل
 میں نگاہ شوق میں آنکھیں یہ شاہ شکور

غزل

(4)

جو ہاتھ تھے دعا کے وہی امتحان کے ہیں
 معذرت سے دوسرے امتحان کے ہیں
 کہہ غم جدا کی جاناں نہ پوچھے
 چلتے ہیں دورِ جام کے شام و کمر بزم
 اپنے پیارے سب میں ہماری نگاہ میں
 یہ آہ آہ واہ واہ سنتے ہیں رات دن
 غم کیا یہ امتحان بھی اسی تہریاں کے ہیں
 ایام اب ہمارے یہ آہ و فغاں کے ہیں
 رنج و الم یہ جور و کسم آسمان کے ہیں
 احسان مجھ پر یہ اسی پریشان کے ہیں
 اعلان عام یہ اسی شاہ زمان کے ہیں
 اثرات یہ فغاں کے ہیں درد نہاں کے ہیں

غافل نہ ہو سہیل حقیقت کی راہ
 جو ہاتھ تھے دعا کے وہی امتحان کے ہیں

منقبت

(۷)

پیارے جاننے والے ہیں غلامِ رحمن کی بات
 دل میں جاگزیں ہیں غلامِ رحمن کی بات
 سوز و عشق سے نیریز گویا درستان کی
 انست و کیم کی وہ صدا کاٹوں میں اتک
 سکونِ قلب ہے جان میں غلامِ رحمن کی بات
 خیالوں میں سی ہیں غلامِ رحمن کی بات
 سرِ ابد رہ و غم میں غلامِ رحمن کی بات
 اند سے گزرتی ہیں غلامِ رحمن کی بات

شگوری حسن و خط و نشان قول و فعل کو دیکھو
 وہی نقوش رہی ہیں مخلص الرحمن کی باتیں
 فسانہ میرا ہوتا ہے قرآنہ ان کا گاتا ہوں
 زبان پر رات دن ہیں مخلص الرحمن کی باتیں
 یہ جہتِ باؤ و صواک شوخ و سیرنگیں کا ہے
 نگاہیں ہیں مخلص الرحمن کی باتیں
 عیاں ہے رنگ و بو اس کو تنویر سے دیکھو
 غنائیں غزل سے ہیں مخلص الرحمن کی باتیں
 یہ جو کچھ دیکھتے ہو یہ سرفراز عینِ حالت ہے
 ہوتی ہیں دُنیاں مخلص الرحمن کی باتیں
 زمیں سے آسمان سے بیاندہ تاروں سے
 عیاں ہیں ہر رے سے مخلص الرحمن کی باتیں
 قیامت تک یہ کہہ سکتا نہیں گیتا ادا انکی
 رہی نقشِ دل پہ مخلص الرحمن کی باتیں
 خیرِ اوروں میں ہیں سراووں میں ہر رنگ میں پکوتہ
 ہدایہ محمد سے ہوتی تجھ سے الرحمن کی باتیں
 دُرِ ایلنا اللہ سے ہے جگہ جگہ
 سمجھ کر جانتے ہیں مخلص الرحمن کی باتیں
 ہمیں خستہ حال بتاتا مفسرِ بحر میں نہروں
 سناتا ہے کسکے سنا عن الرحمن کی باتیں

غزل

(۷۷)

تیر یار میں اشک بہتے رہے
نگاہوں میں تیری بیتی نہ ہوں گا
عرا سزا آخرا پائے ہرگز
تیری یاد میں میرا ہر سانس گزرے
جدا کی کا صدمہ بلا عمر بھر کو
تصور میں ساقی کو رکھا کروں گا
تیری یاد جب تک دلوں میں چاہی
ہوا ہے نہ ہو گا حسیں کوئی تجرے
مرا زندگی کو سنوارا ہے تم نے
سہل حسیں ان کو دیکھ کر سگا
قیمت تک دیوانہ چلتے رہاں گے
وہ ہم حجت پاتے رہیں گے
ترے نقش پاکر ہمارے ہر گام
یونہی غم اپنی ڈھارسے رہیں گے
بلکے رہنے سیکھ رہیں گے
یہی یاد کے درد چلے رہیں گے
جبینوں میں بیتاب سجدہ رہیں گے
حسینوں میں توڑے ہر چہ رہیں گے
نری یاد کے ہم ہمارے رہیں گے
سہل حسیں ان کو دیکھ کر سگا
اگر ۱۔ میں لاکھ بدعتوں کا

مقبولیت

(۷۸)

سبحان اللہ کیا ہے کثرت انوار ستاروں
شکوہ کی شان یا منظر ہر پہلوں
بہار و گل میں یکسو تم کو میلہ کر
یہ مہینہ یا ہم سا یادہ استاروں

متعطر ہے نضایہ بھینی بھینی کیسی خوشبو ہے ؟
 کھلا ہے آج ہمدم گیسوئے خمدار ستاری رح
 ادھر جلوے ادھر جلوے جدھر دیکھو ادھر جلوے
 نمایاں ہر طرف ہے جلوہ انوار رح ستاری
 مئے عرفان پیا کرتا ہوں ان کے جام سے ہر دم رح
 مرے سینے میں بھی ایسی موجزن اسرار ستاری رح
 مرخانظروں نے دیکھو نور کی قندیل روشن ہے
 منور جلوہ عرفان سے ہے دربار ستاری رح
 مئے عرفان شکور کا جام میں بھر بھر کدے ساقی رح
 کوئی آتش نہ رہ جائے کہ ہے دربار ستاری رح
 یہ حضرت کا کرم ہے واہ سے یہ منقبت لکھی رح
 کہاں میں اور کہاں وہ نرگس مئے بار ستاری رح
 ہے جاری بھٹی میں بارہ عرفان کا میخانہ رح
 را ساقی رہے یہ میکرہ مئے بار ستاری رح
 حدار ارضی بنی رانی جو اسی دربار تک پہنچا رح
 ہے دربار شکوری کا یہ آگ دربار ستاری رح
 اس کیل خستہ جان کو فیض الہ کا بیوں نہو حاصل
 ہوں میں بھی آگ غلام خواجہ دربار ستاری رح

نعت

(۷۷)

مثال شہرِ مسلمان اللہ اللہ
 بلا یا تمہیں بالیقین اللہ اللہ
 کہاں طورِ موسیٰ کہاں روزِ حشر
 کہاں ربِّ ارفی سرِ طورِ موسیٰ
 جیبِ خدا تیرے نعلین پاس
 شہرِ مسلمان آپ کے آستان کو
 مشورہ ہوا جس کے پر تو سے عالم
 خدا کی قسم آپ کا کوئی آقا
 بلائیں گے خادم کو روضہ پر اپنے

نہیں دو جہاں میں کہیں اللہ اللہ
 خزانے خود اپنے قریب اللہ اللہ
 ہو دیدارِ محمد کو ہیں اللہ اللہ
 گئے آپ عرشِ بریں اللہ اللہ
 طرحی شانِ عرشِ بریں اللہ اللہ
 ترکتا ہے میری جبین اللہ اللہ
 تمہیں ہو وہ ماہِ مبین اللہ اللہ
 دو عالم میں ہم سب سے اللہ اللہ
 ہے دل میں ہمارے یقین اللہ اللہ

سہیل حزیں کے وہ پیش نظر ہیں
 تصور میں روئے حسین اللہ اللہ

غزل

(۷۸)

دل رہا جلوہ دکھایا یار نے
 میری ہستی کو مٹایا یار نے
 یاد میں رہی رلا یار نے
 خود اتانے کہہ دل میں رہ گیا

اپنا شیرازی بنایا یار نے
 خود سے بیگانہ بنایا یار نے
 خود بنایا خود مٹایا یار نے
 دارِ پیچیدگی کو چھوٹا یار نے

یاسی بلور کمر محبت پیار سے دل پہ اک نشتر نکایا یار نے
 جلوئے رنگیں دکھایا یار نے لحن داؤد کی سنایا یار نے
 آرزوئے دید حجب بیدار ہوئی لحن ترائی کہہ سنایا یار نے
 اے سہیل جستہ جاں میں کیا کروں
 در بدر مجھ کو پیرایا یار نے

عین

(۷۹)

سناٹے کا عالم ہوتا ہے جب آدھی راتیں ہوتی ہیں
 ہر طالب مسکین کی اپنے محبوب سے باتیں ہوتی ہیں
 اور راتوں کا اے دل کیا کہنا پھر کیف وہ راتیں ہوتی ہیں
 کچھ غم کی پورش ہوتی ہے کچھ راز کی باتیں ہوتی ہیں
 وہ باہر عبادت آتے ہیں داروئے شفا بھی لاتے ہیں
 ہر رات سچ دوراں کی پیادوں سے باتیں ہوتی ہیں
 اے آہ سحر گاہی اے دل ناکام محبت ہوتی ہے
 نہ تو سحر گاہی ہے جہاں عشاق سے باتیں ہوتی ہیں
 سہیل حزیں احباب آتے ہیں کچھ اور سی عالم ہوتا ہے
 خاموش فضاؤں میں ان کے اسرار کی باتیں ہوتی ہیں

غزل

۸۰

مقام عشق ہے کچھ سوچ لے انجام سے پہلے
یہاں سردھڑکی بازی ہے لگی ہر گام سے پہلے
تری ان شوخ چشم ز گس مئے بار کے قرباں
ہوئے جاتے ہیں ہم مایہوش ساقی جام سے پہلے
حریم ناز الفت میں یہی آغاز الفت ہے
شکستہ دل دھڑاک اٹھتا ہے تیرے نام سے پہلے
یہ شام زندگی ہے اور محبوبی ہے مری خالی
لرزتا کانپتا ہوں رات دن انجام سے پہلے
مرے ساقی کا صدقہ ہے مری دنیا بدل ڈالی
کبھی حالت نہ اتنی تھی مئے کلفام سے پہلے
سپیل خستہ جاں بیتاب مضطرب ہیں ہر دم
بہا یا کرتا ہے آئسو کسی کے نام سے پہلے

غزل

۸۱

اتھوں نے دل کی دنیا کو مری کیا کیا بدل ڈالا
کسے بتلاؤں کیا تھا اور اس نے کیا بنا ڈالا
نری شان تغافل کے تصدق تجھ پہ میں قرباں
نہ جاتے کیا بلا ڈالا مجھے بے خود بنا ڈالا

نہ ساجد ساعز و مینا کی جھک کو اے مرے ساقی
 تری غمخور آنکھوں نے مئے عسرفاں پلا ڈالا
 شکور کا آئینہ میں بوالعلائی شان ہے منظر
 رضا کے طرز پر تو حیدر کا طونکا بجا ڈالا
 نہ جانے کیا ہے تری سرگیں آنکھوں میں اے ساقی
 نظر بھر کر جسے دیکھا اسے اپنا بنا ڈالا
 سہیل ناتواں پر ہو سدا چشم کرم ساقی
 مئے عسرفاں پلا کر آپ نے اپنا بنا ڈالا

غزل

(۸۲)

جلوہ حسن یار ہے گردن جھسکا کے دیکھ
 جہاں کو اپنے خانہ دل میں بسا کے دیکھ
 غمخور چشم زگس مئے بار کے نثار
 میری طرف بھی ساقیا! نظریں اٹھا کے دیکھ
 قربان ہر ادا پہ ہے دل میرا ساقیا
 اے جان جاں ادا بھی ذرا مسرا کے دیکھ
 سننی پڑ گئی اُن کو مرے غم کی داستان
 یہ داستان غم ذرا اپنی سنا کے دیکھ
 مینخانہ شکور سے محروم جائے کیوں؟
 ہاتھوں میں اپنے جام و صراحی اٹھا کے دیکھ

اک مرہ جیبیں کا راز ہے افشا نہ ہو کہیں
آنکھوں سے آنکی پی لے نکا ہی بچا کر دیکھ
دلو انہ سے سہیل ترا تجھ پہ ہے نشانہ
اس کو کریم ناز میں اپنے بلا کر دیکھ

غزل

(۸۳)

ساتی نگاہِ مست سے سب کو بلا کر پی
روحوں کی تشنگی کو خدا را مٹا کر پی
مینا نہ حیات میں اچھا نہیں گرینے
اللہ اپنے سامنے جمکو بھٹاکے پی
در کا ر بارہ سے میرے مینا نے خواب کو
ساتی میرے خیال کی محفل میں آکرے پیا
محروم رہ نہ جائے کوئی فیض سے ترے
ہر تشنہ کام عشق کو ساتی بلا کر پی
مینا نہ شکور آج کا تو زندہ ہے سہیل
کوثر کا حجام ساتی کوثر سے لاکر پی

غزل

(۸۴)

جلوہ اپنا دکھا گیا کوئی
میری ہستی پہ چھا تھا کوئی
مجھ کو اپنا بن گیا کوئی
دل میں میرے سما گیا کوئی

مست و لے خود بنا گیا کوئی جام عرفاں پلا گیا کوئی
 منزل عشق میں بھٹاتا تھا راہ سیدھی دکھا گیا کوئی
 اپنی قسمت پہ ناز ہے مجھ کو میری بگڑی بنا گیا کوئی
 بندگی کا تھا راز پوشیدہ بندہ نجد کو بنا گیا کوئی
 ہوں شکوری سہیل غم کیوں ہو
 راہ طیبہ دکھا گیا کوئی

۸۵ قطعہ ۲/۵ کا

یہ حسن کا ہے کرشمہ کہ عشق کا جادو
 مری نگاہوں سے تصویر بار بنتی ہے
 یہ ہے کسی کا تصرف سہیل تو کیا ہے
 نگاہ کس کی ہے تصویر بس کی بنتی ہے

جاوہ ہر شے میں نظر آتا ہے خواجہ تیرا
 محفل حیات میں ہے آخر یہ تماشا کیا ہے

۸۶ غزل ۶۱۵۶۱

نظر طلب کی جیسا ہل نظر سے مانتی ہے
 مرادِ دل بھی نہیں ان کے در سے ملتی ہے

نہ پوچھو دل پہ مرے کیا گذرتی ہے ہمدم
 گاہ ان کی جو میری نظر سے ملتی ہے
 کسی کی یاد میں بہت ہیں روز و شب آنسو
 عجب یہ راحت دل چستم تر سے ملتی ہے
 یہ اژدھام بہ کیف و سرور کی دنیا
 ضیائے معرفت اس سنگ در سے ملتی ہے
 سہیل خستہ جگر کیوں قرار نہ ہوا ان پر
 جبینہ شوق طلب ان کے در سے ملتی ہے

دعا

۸۷

درد دیا بھلا کیا اب مجھے سوز و ساز دے
 فکر رسا تو کر عطا دل میں مرے گزار دے
 پرے اٹھا نظر سے اب اسرارِ بخودی کرب
 دنیا کو بھول جاؤں میں کچھ اس طرح نواز دے
 ہامی کا جام ہو عطا خسرو کا محمد کو رنگ
 خود کو بھی بھول جاؤں میں رومی سادل گزار دے
 سونا ترے جنوں کا ہو دل میرا تیرے سکون ہو
 ایک ہی نظر کی بات ہے بھگا بھی اب نواز دے
 قلبِ نظر میں تو ہی تو جلوہ ترا ہو گو بگو
 دیکھوں بھی کو رو برو وہ چشم نیم باز دے

جس کو چہرہ آسرا تر اس کو غرض کسی سے کیا
سہیل ناواں کو تو طسرة امتیاز دے

نعت (۸۸)

یوں تو کہتے کو زمانہ ترا سودائی ہے
ہے یہ حیرت کہ خدا خود ترا شیدا ئی ہے
رب ہے عالم کا خدا - رحمت عالم تم ہو
بات چھپنے کی نہیں یہ صفت ہر جا ئی ہے
ہو گئے دونوں جہاں سے زہے قسمت آزاد
آپ کے در کی غلامی تو شہنشاہی ہے
باعث زینت کو نہیں ہیں سرکار مرے
آپ کے دم سے مرے دم میں توانا ئی ہے
جان و دل سے ہے خدا ان پہ سہیل مضطر
بستے ہیں آپ سے ان کی بھی شناسائی ہے

منقبت (۸۹) ۱۹۶۱

اللہ ہے بنی بھی دیار گوریاں
کیف سرور ہر طرف الوار کا نزل
کسی چیز کی کمی ہے دیار گوریاں
جو تیرے ہر دم ہے دیار گوریاں
مٹ جاتی ہے خود کا بھی دیار گوریاں
دنیا و دین دونوں کا ملتا ہے دیار گوریاں

روز ازل سے ان کے غلاموں کا ہوں غلام
 نسبت ملی ہے جھکو دیار شایر ح میں
 پوچھو نہ کچھ سہیل کے بیل و نہا رکو
 دن اب گذر رہا ہے دیار شکر ح میں

۱۱۹/۶

منقبت

۹۰

جان تاج الاولیاء ح ہے آن تاج الاولیاء ح
 زیرِ عنانِ حق ہے شانِ تاج الاولیاء ح
 وحدت و کثرت ہیں دو چشمانِ تاج الاولیاء ح
 ہیں علاء الدین و نیز چہانِ تاج الاولیاء ح
 سچ رہا ہے آج پھر ایوانِ تاج الاولیاء ح
 آ رہے ہیں اب یہاں جہانِ تاج الاولیاء ح
 منحصر تجھ ہی پہ کیا فیضانِ تاج الاولیاء ح
 سارے عالم پہ ہوا فیضانِ تاج الاولیاء ح
 مری قسمت کا ستارہ اوج پر ہے اندیم ح
 میرے ہاتھوں میں بھی ہے دامنِ تاج الاولیاء ح
 پوچھنے کی بات کیا ہے خانِ تاج الاولیاء ح
 دیکھئے آکر یہاں فیضانِ تاج الاولیاء ح
 کیا بناؤں آپ کو فیضانِ تاج الاولیاء ح
 سیکڑوں کا یہی تمامہ خاصانِ تاج الاولیاء ح

آپ کا دربان جو ہے شاہوں سے تشبہ کم نہیں رح

مرحبا! میں بھی ہوا دربانِ تاج الاولیاء

آپ کا فرمان ہے حکمِ خدا حکمِ رسولؐ

نعم ہے شاہِ رضا فرمانِ تاج الاولیاء رح

پھر بہار آئی چین میں بہار ہے اثرِ دہام رح
نور کے سایے میں ہیں جہانِ تاج الاولیاء رح

رہتے ہیں اپنے پرانے سب نگاہوں میں مریا

کو بخت ہے آج تک اعلانِ تاج الاولیاء رح

کیسے کیسے گل کھلے سینچا چین کو شوں سے

کیا ہے شاداب یہ بہستانِ تاج الاولیاء رح

”ذکر حق ذکرِ نبی عشقِ خدا حبِ رسولؐ“ رح

سارے عالم کو ہے یہ فرمانِ تاج الاولیاء

اک نگاہِ فیض نے دل کو منور کر دیا

دولتِ عرفان ہے عرفانِ تاج الاولیاء رح

گر ہی خوشیدِ محشر کا مجھے کیا نعمِ ندیم رح

سر پہ ہے جب سایہِ دامنِ تاج الاولیاء

یہ ایک خستہ جاں ہے اور در شاہِ شاد رح

میں بھی ہوں اک بیز چیں از خوانِ تاج الاولیاء

جان و دل سے ہو گیا شہیدِ حسینؑ

تو سے دیکھا ہے برجِ تاجِ تاج الاولیاء

منتخب

(۹۱)

سراپا نور یزدانی محی الدین جیلانی
 ہمارے پیر لاٹانی محی الدین جیلانی
 تمہیں زیبا ہے عالم کی جہانگیری جہانبانی
 دلوں پر کی ہے سلطانی محی الدین جیلانی
 کیا سیراب تم نے گاشن توحید نہ دان
 تمہارا نام لاٹانی محی الدین جیلانی
 کیا اسلام کو زندہ دوبارہ آپ نے
 شہ اقلیم عسرنانی محی الدین جیلانی
 حسینی اور حسنی ذات عالی آپ کے حضرت
 عالی کے دلبر جانی محی الدین جیلانی
 بجا ہے دین کا ٹونکا تمہارے دم عالم
 تم ہو محبوب سبحانی محی الدین جیلانی
 کوئی مانے نہ مانے ہو یقین ایمان کفے میں
 سراپا نور رحمانی محی الدین جیلانی
 رکھ دو روئے زیبا اب سہیل شہ جلال
 محی الدین جیلانی محی الدین جیلانی

منقبت (۹۲)

مرجباً صدمرجباً یہ محفل شاہ شکور^{رح}
 روح پرور کس قدر ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 درس ملتا ہے یہاں قرآن کا توحید کا
 جاوہر شان خدا ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 محفل خیر الوریٰ ہے محفل شاہ رضا^{رح}
 محفل شاہ رضا ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 تیرا منزل اور ہوگی واعظا ترسلے
 میری منزل توفیق ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 وہ پلاتے ہیں مئے عرفان نگاہ خاص سے
 ہمیر راہ خدا ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 آپ کی روشنی جبین روشنی نظر پریم شاد
 کس قدر پر نور ہے یہ محفل شاہ شکور^{رح}
 اک نگاہ فیض نے دنیا بدل ڈالی تری
 راحت اہل نظر ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 یوں تو دنیا میں ہزاروں محفلیں بسا ہوئیں
 میرے دل میں ایسی کئی ہے محفل شاہ شکور^{رح}
 ہو گیا ہے فیض بار آنکھوں کا شیدا کی تہل
 تا ابد فیض رسا ہے محفل شاہ شکور^{رح}

سکونت گرفته باشد بزرگے حضرت بہلول قبرس علی العزیز سکونت
گرفته باشد بزرگے حضرت سید بہتہ قصبہ بدایوں سکونت گرفته
باشد بزرگے حضرت سید بدر قصبہ بدایوں سکونت گرفته بزرگے
حضرت سید محمود در موضع چک نصیر بکسایاں نزد علی سکونت گرفته
باشد بزرگے سید داؤد مالک شمس پورہ سکونت گرفته باشد
بزرگے حضرت سید شہباز و محمد شاہد و حبیب اللہ ساکن
مالک شمس پورہ سکونت گرفته باشد حضرت سید قیام الدین موضع
پیر و سکونت گرفته باشد بزرگے حضرت سید محمد درویش ساکن
قصبہ کار سکونت گرفته باشد بزرگے سید محمد رضا موضع پوکو
سکونت گرفته باشد سید محمد علی و فیض علی قصبہ کاہر سید
شاہ محمد معشوق قصبہ کاہر پیران امجد علی جعفر علی فرزند علی و
منجبر علی سید امجد علی پیران سید واجد علی قمر علی غلام حسین
دل جان حسین و دلاور حسین۔ واجد علی پسر واجد حسین۔ قمر علی پسر
فائض الدین واجد حسین پیران سید امین الدین و نجم الدین۔
کمری نامہ کے علاوہ خاندانی شجر شریف ہے جس میں میرے بارے
بھائی معین الدین اور فی الدین بھائی تک سلسلہ پیر کا ذکر ہے
دراب اس وقت کوئی نہیں ہے۔

اس کے قرب و جوار کے لوگ زیادہ تر کراچی میں آباد ہو گئے۔ میں نے بھی کراچی مستقل سکونت اختیار کر لی۔

صوبہ بہار ضلع گیا کے نقانہ ٹکاری کے علاقہ میں

قصبہ کابر کے حالات

کابر ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ علاوہ دو بڑی قوموں کے اس بستی میں تقریباً سو گھرانے

سمات کے تھے ان میں چھ سات گھرانے پیر زادوں کے تھے۔ ان خاندانوں میں پیری مریدی کا سلسلہ چلا آ رہا ہے دور دراز علاقوں میں جا کر رشد و ہدایت اور اسلام کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہے، زمانے کے انقلاب نے اس بار وفاق اور اوقار قصبہ کو تقریباً ویران کر دیا تعلیم یافتہ خوشحال اور اچھے لوگ رفتہ رفتہ شہروں میں آباد ہوتے گئے کچھ پاکستان آ گئے۔ پیری مریدی کا یہ سلسلہ منقطع ہوتا گیا۔ حال ہی

میں ہمارے ایک بہترین عزیز دوست محترم سید مشتاق احمد قاضی صاحب نے اپنی ایک کتاب ”غبار وطن“ میں قصبہ کابر کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔ جس سے اس قصبہ کی ایک جھلک معلوم ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ کتاب کلید کر ہمارے محترم فاضل دوست نے اس قصبہ کو تاریخ کے صفحات پر ایک حیات دوام بخشی ہے۔

ولادت میری سیدہ شمس اسی اجڑے دیار قصبہ کابر میں ہوئی۔

یہ چیل چیل تھی یا تعلیم و ترقی کا دور تھا تہذیب و اخلاق
کا گہوارہ تھا ہندو مسلمان اتحاد کا نمونہ، سکون و اطمینان
کے آثار نمایاں تھے۔ معاشرہ پاک و صاف تھا۔

جب میں صرف سوا حریفہ کا تھا کہ
والد کا وصال کہ میرے والد بزرگوار میر

نجم الدین یحییٰ سید عابد حسین بن سید وابد علی بن سید
احمد علی بن سید محمد معشوق علی کا سایہ مرے سر سے اٹھ گیا۔
تبلیغ کے سلسلے میں سفر روانہ ہوتے وقت آپ نے میری والدہ محترمہ
سے فرمایا کہ اب میں واپس نہیں آؤں گا اور میرے برادر معظم سید
معین الدین صاحب وصیت فرمائی کہ میرے بعد اب گھر کا کام
انتظام تم کرنا سفر سے واپسی کے وقت راستہ میں ایک عربہ
کے یہاں موضع روپ بھروپ میں وصال فرمایا۔ یہ بستی قصبہ
کابر سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلے پر پامر گنج راجہ کے اسٹیٹ
(میں لائن پر) کے قریب واقع ہے اس گاؤں میں آپ کا مزار مرجع خلائق
ہے، ہر سال عرس ہوتا ہے اس وقت میرا خاندان والدہ صاحبہ بھانج
صاحبہ بڑے بھائی معین الدین منجد بھائی وحن الدین ہمشیرہ سلمہ
جیانی چھوٹی بہن محفوظہ اور حمید پیر مشتمل تھا۔ بڑے بھائی
سید الدین میں پیدا ہوئے اور منجم بھائی سید الدین
میرے چچا سید امین الدین نے رانچی میں سکونت اختیار
کر لی تھی۔

سید وحی الدین سید عتین الدین اور سید عابدہ زوہب سید
فضل الرحمن بھی رانچی ہی میں تھے۔ والد صاحب کی وفات کے
بعد میری چچی امیر لہ بنت سید سراج علی کن کرمارانچی سے
آئیں اور والد صاحب کی وصیت کے مطابق ہمیشہ سکر اور
محفوظہ ارشاد کی اپنے بیٹے سید وحی الدین اور سید عتین الدین
کے ہمراہ لڑکی اور اپنے ساتھ رانچی لے گئیں۔

میری تعلیم و تربیت کا خاص
نظام بڑے بھائی معین الدین

تعلیم و تربیت

صاحب نے کیا۔ میری ابتدائی تعلیم اسی قصبہ کابور کے مکتب
میں سید لیلیٰ سید محمد رضا سید محمد فضل حسین حضرات کے
زیر نگرانی پکے بعد دیگرے ہوتی گئی اس زمانے میں فارسی کا بھی
زواج تھا ہندو بھی فارسی پڑھا کرتے تھے۔ صبح میں سید
فضل حسین صاحب سے اردو عربی اور فارسی پڑھتے اور
شام کے وقت پاٹ رٹ لے کر وہیں گرو جی سے حساب پھاڑا
وغیرہ پڑھتے۔

علاوہ ان کے کابور میں طاؤن (بلنگ) کی وبا پھیل گئی
میں بھی اس مرض میں مبتلا ہو گیا۔ سب لوگ دوسری جگہ بھاگ
چلے گئے آخر میں جب میری طبیعت اچھی ہوئی بھائی صاحب نے
مجھ کو بھی منجھ بھائی کے ساتھ رانچی ان کے اہل و عیال کے ساتھ
روانہ کر دیا ان کی ملازمت رانچی میں تھی اور خود اپنے اہل و عیال

کے ساتھ شوقِ دینی ضلع پٹانوں میں سکونت اختیار کر لی میرا دل بچھلے
بھائی کے پاس نہ لگا اس نے مجھے سمجھانے پاس بلوایا۔ ان کی خواہش
مکھی کہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کروں۔ وہ مکتب میں پڑھاتے تھے اور پیری
میری کا بھی سلسلہ اس ضلع میں داوا پورہ رادا کے زمانے سے پھیلا
ہوا تھا۔

مائی اسکول میں داخلہ کچھ دنوں تک ان کے مکتب میں تعلیم حاصل
کر رہے کے بعد مجھے دو سال کے لئے وظیفہ
مل گیا اور میرا داخلہ درجہ چارم میں گڑھوا مائی اسکول
میں ہو گیا اور ۱۹۳۷ء میں اسکا اسکول سے میٹرک کا امتحان
پٹنہ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

ہیچرس ٹریننگ میٹرک پاس کرنے کے بعد مقابلہ کے امتحان
میں میرا انتخاب ہو گیا اور ۱۵ روپیہ ماہوار کا

دو سال کے لئے وظیفہ ملنے لگا۔ اس زمانہ میں ۲۰ روپیہ ۲۵ روپیہ
کی ملازمت بمبئی گورنمنٹ حکمران میں ملتی تھی۔ دو سال کے بعد انجی
ٹریننگ اسکول سے امتحان دیا اور پٹنہ بورڈ سے سیکنڈ ڈویژن میں
۱۹۳۷ء میں امتحان پاس کیا۔

ملازمت یکم جنوری ۱۹۳۸ء سے گورنمنٹ ڈپٹی اسکول میں
اردو ٹیچر ہو گیا۔ بعد میں اردو ٹیچر اور اسٹنٹ
اسکاوٹ ماسٹر مقرر ہوا۔ ۱۹۴۱ء میں انٹر میڈیٹ کا امتحان بمبئی
ٹیچر ایسوسی ایشن پٹنہ یونیورسٹی سے پاس کیا۔ پاس ہو کر ہی کلاتہ

جاکر ایک مقابلے کے امتحان میں بہت اچھے نمبر سے پاس ہو گیا اور فوراً
 ہی ملٹری اکاؤنٹنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ۲۵ اگست سے ملازم ہو گیا۔ ڈیڑھ ماہ
 بعد دوسرے مقابلے کے امتحان کی بنا پر میری ترقی ہو گئی اور کلکتہ سے
 آگرہ تبادلہ ہو گیا۔ آگرہ سے کانپور تبادلہ ہوا وہاں سے پاکستان آسٹریا کے
 ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بمبئی بھیجی جہاں ہوا شیرالہ جہان سے کراچی موافق ہوا
 عیال خیریت کے ساتھ پہنچ گیا۔ وہ عبوری دور بہت ہی قیامت خیز
 تھا تمام ہندوستان میں مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو سے ہولی
 کھیلی جا رہی تھی، کراچی سے لاہور، لاہور سے واہ کینٹ گیا وہاں
 محکمہ کا اعلیٰ امتحان ۱۹۵۰ء میں پاس کیا۔ واہ کینٹ
 سے ڈھاکہ مشرقی پاکستان تبادلہ ہو گیا ڈھاکہ سے اسلام آباد
 تبادلہ ہو گیا وہاں سے ۱۹۵۱ء میں کراچی تبادلہ ہو گیا ۱۹۵۳ء میں
 بحیثیت آفیسر ٹریا کر ہو گیا اور کراچی ہی مستقل سکونت اختیار کر لی
 پینشن کے بعد مختلف فرموں اداروں میں ملازمت کی لیکن ماحول
 صاف سحرانہ ہونے کی وجہ سے طبیعت نہ لگی آخر کار اپنی پسند
 کی ملازمت اسکول میں مل گئی اور اب ایک مقامی اسکول میں بحیثیت
 ہیڈ ماسٹر اور دوسری شفٹ میں ٹیچر کام کر رہا ہوں گو تنخواہ کم
 ہے لیکن دل سے ہے

۱۹۲۸ء میں سارابل کے نفاذ کا چرچا سارے
 شادی ہندوستان میں تھا اور مسلمانوں میں بے چینی
 پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس بل کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر

میں کسی لڑکے اور لڑکی شادی نہیں ہو سکتی اور مسلمان اپنے مذہب میں مداخلت تصور کرتے تھے چنانچہ اس سال بے شمار نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی ہو گئی۔ بھائی صاحب نے بھی میری شادی ۵ سال کی عمر میں علامہ سید محمد عباس سرگرمی کاہری بلبل بہار کی صاحبزادی محترمہ خاتون کے لئے کر دی۔ اس وقت میں جماعت پنجم میں پڑھتا تھا۔ صاحبزادی موصوفہ اسم باہمی تھیں صورت و سیرت میں لاجواب کفایت شعار و وفادار تھیں ان سے طبری لڑکی انوری خاتون ۱۹۲۵ء میں منجلی لڑکی شکیلہ خاتون تقریباً ۱۲ سال کے بعد اور چھوٹی لڑکی سعیدہ خاتون ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئی۔ نہال ۱۹۲۳ء میں پیدا ہو کر دو ہفتہ کے بعد انتقال ہو گیا۔ زحکی بھی کی حالت میں اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ دوسری شادی عبدالخالق مختار مرحوم کی صاحبزادی حسن آرا سے ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ یہ بھی نیک سیرت وفادار خدمت گزار نمازی اور پیریز گار ہیں انہوں نے والدین بھائی بہن عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ پاکستان چلی آئیں ان کی عمر شادی کے وقت بمشکل پندرہ سال کی ہو گی بہت خوش اسلوبی سے تینوں بچیوں کی پرورش کی۔ بڑا ہایا اور شاد و مین پیش پیش رہیں ہماری ضعیف والدہ کی بہت خدمت کی ہمارے دو دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ بھی اچھی طرح پیش آئے۔ وہ بے مثال

کردار کی حامل ہیں اس دور میں ایسی عورت کا ملنا بہت مشکل ہے
ان سے کنیز فاطمہ ۱۹۵۷ء میں عزیز فاطمہ ۱۹۶۴ء میں نثار
فاطمہ ۱۹۶۶ء میں اور قطب الدین ۱۹۶۸ء میں پیدا ہوئے
کنیز فاطمہ سے صائمہ نورین اور عظیم الدین ہیں۔

وفات و دیگر حالات

بڑے بھائی معین الدین صاحب کا
انتقال ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ ان کے
بہن صاحبزادے حسین الدین فہیم الدین غیاث الدین اور
اور پانچ صاحبزادیاں مشہودہ شہودہ صغیرہ امیرہ
اور نبیرہ ہوئیں۔ منجھلے بھائی وحی الدین کا انتقال ۱۹۵۷ء
میں ہوا۔ ان کے چار صاحبزادے صغیر الدین ضیا الدین
جمیل الدین حلیم الدین اور ایک صاحبزادی منیرہ
خاتون۔ حسین الدین کی شادی منیرہ خاتون سے ہوئی دولوں
لائڈھی میں آباد ہو گئے ان سے تین لڑکیاں نہال فاطمہ نصرت
مسرت اور ایک لڑکا اکرام الدین جمیل الدین کی شادی
انوری خاتون سے ہوئی ان سے چار لڑکے حسن اقبال
ناصر علی اور دولڑکیاں کوثر فاطمہ ارم فاطمہ۔ والدہ
محترمہ صغرا خاتون بنت سید عبدالرحیم کرمانیاں کا انتقال
۱۹۶۱ء میں وارہ کینیٹ میں ہوا۔ شکیہ خاتون زوجہ سید
غلام احمدی کا انتقال وارہ کینیٹ میں ہوا۔ ان سے پانچ لڑکے
حسین، طاہر، طیب، زاہد، منظر۔

سعیدہ خاتون زوجہ سرفراز احمد بن اعجاز محمد واہ کینٹ
 میں سکونت اختیار کر لی ان سے بقیہ رفعت طلعت سمیں
 اور دو لڑکے تھار احمد صغیرہ خاتون زوجہ سید نسیم الدین
 بن سید وحی الدین لیدہ میں آباد ہو گئے ان سے دو لڑکے
 احمد اور محمود اور دو لڑکیاں لیدہ اور ماہ منیر۔

۱۸ اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعہ ۱۰ مہال
 عظیم نعمت عظمیٰ کی عمر میں ڈرامائی طور پر حضرت

قبلہ تاج الاولیاء مولائی مرثوی سیدنا محمد عبدالشکور
 قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر شرف بیعت
 ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ہماری زندگی کا اہم موڑ
 اور ایک عظیم ترین انقلاب ہے۔ یہ بیعت زندگی کا اصل
 مقصد ہے اس سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس کی
 بدولت میری ایک کتاب "ضیاء الاولیاء وجود میں آئی اور
 پیش نظر تصنیف "غنیۃ شکوری" کا سبب ہے۔ یہ
 ایک مستقل اور طویل داستان ہے جس کی اس مختصر

تصنیف میں قطعاً گنجائش نہیں تھی
 آنکھ کیا لڑی مری دنیا بدل گئی

ایک مہینہ کے بعد یعنی مئی ۱۹۵۲ء ہماری والدہ محترمہ
 اہلیہ اور تینوں بچیاں انور کا شکیلہ اور سعیدہ نے
 بھی حضرت کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کی۔

کچھ عرصہ کے بعد آستانہ عالیہ سے خلافت و اجازت بھی
عطا ہوئی۔ حضرت قبلہ تاج الاولیاء کا تعارف کرنا گویا
آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ نے جو احسانات
و کرم نوازیں اس تاج پر عطا فرمائیں اور فرما رہے
ہیں اگر ان سب کو قلمبند کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے
میرا سارا کلام ”غنیہ شکاری“ میں انہیں کے احسن کرم
اور شہ عذائیت کا کرشمہ ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں
”ضیاء الاولیاء“ کی تالیف اور ”غنیہ شکاری“ کی تصنیف!
ع۔ میری ہستی پہ چھا گیا کوئی

۴۔ ہماری زندگی کے بہترین ایام ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۵ء تک
حضرت مرشدی کے حیات مبارکہ کے زمانے میں واہ گینڈ
میں گزرے۔ ذوق و شوق کی فراوانی، کیف و مستی کی روانی،
انوار و عرفان کی بارش، خشوع و خضوع کا دور، اشکوں
کی روانی، کیف و سرور کی دنیا، ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ کوئی انوار کے دھاروں میں بہائے لے جا رہا ہے،
عجم ایام سے بے پرواہ، نہ کسی کا خوف نہ کوئی ٹھٹکا، ایک
دھن اتنی ایک نغمہ تھی، سرور تھا، مستی تھی، قافلہ
حیات رواں دواں تھا اسی مستی کے عالم میں حضرت کی
اجازت سے رمضان المبارک میں ۱۹۵۵ء میں مرزا کھل
چٹا کانگ حضرت نجران عارفین رحمہ اور حضرت شیخ

العارفین کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا
 یہ سفر نذرِ یعد ہوائی جہاز پر ہوا۔ تین دن اور تین رات
 آستانہ عالیہ پر قیام رہا۔ ۱۵ روزہ سفر کے بعد
 ہشتاشش ہشتاشش کیف و مستی سے سرشار لاہور حضرت
 کی قدم بوسی کرتے ہوئے بحکم مرشدی عید کی صبح کو واپس
 واپس آگیا۔ سفر میں برابر روزہ رکھا۔ وہ دور تھا۔
 سرور و مستی کا عالم تھا معلوم ہوتا تھا کہ انوار کی بارش
 ہو رہی ہے اور نور کے دھاروں میں بہا جا رہا ہوں الفاظ
 میں بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی کی چشمِ کیمیا صفت و تصرفات
 کے اثرات تھے۔ حضرت کی بے شمار کرامتوں میں دو اہم
 کرامتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے، تصوف میں نسبت اور تصور
 اہم معاملات ہیں اور یہ تصوف کی جان ہیں دونوں کا سبق
 حضرت نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی غائبانہ طور پر دیا اس
 وقت اس کی اہمیت کا مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن جیسے
 جیسے وقت گزرتا جاتا ہے اور سمجھ بڑھتی جاتی ہے
 معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کھل کر تفصیل کے
 ساتھ لکھنا مناسب نہیں ہے

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
 یہ تیری عنایت ہے جو رخ تیرا دھرا ہے

آخری ایام | پیش کے بعد سر کے آخری چند سال بے
 کیف و بے نور جیسے مادیت اور روحانیت
 کی کشیدگی، تفکرات کے سیاہ بادل، ذہن الجھنوں اور پریشانیوں
 کا شکار، صبح سے شام تک معاشی مصروفیات، غفلت
 پستی اور بے شمار کوتاہیاں، آبلے ہوئے سوتے رہتے
 ہوئے چشمے، کبھی خشک کبھی بند، دل درد و عشق،
 سوز و غم و مسرت امید و ناامیدی کا آماجگاہ،
 نظرِ کرم، چشمِ عنایت، ایسی کہ یاد آتے ہی آنکھیں اشکیار
 ہو جاتی ہیں، دل ہلک، اٹھتا ہے۔ مشکلات، پریشانیوں
 چشمِ زدن میں کاغذ ہو جاتی ہیں۔ جس طرح سی جال کی
 گرہیں بیک وقت کھل جاتی ہیں۔ دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا
 ہے۔ مسرت کی کرنیں نمودار ہو جاتی ہیں ایسا محسوس ہونے
 لگتا ہے کہ نظرِ کرم، چشمِ عنایت، مشکلی بانہرھے میری طرف
 مسلسل مائل بہ کرم ہے اور میں خواب غفلت اور مذکر
 ظلمت میں غوطہ زن ہوں۔ قبض و کشادگی دو پہیں دونوں
 پرواز اور اوران کو اور اونچا لے جانے میں معاون
 ہوتے ہیں۔

نظر رکھو اس کی رحمت پر نہ گھبراؤ بننے والے
 اسی دریا میں طوفان ہے اسی میں اس کی رحمت ہے

پہتا ہے مارا مارا کراچی میں اب سہیل
سمجھو فرق اب رہا نہ فقیر اور شاہ میں

بر لوج بریزا رہا ۔
سہیل خستہ جاں بھی کشتہ حسنِ بارتھا
راہِ وفا میں جان دی عاشق تھا زنگی گئی
بارگاہ ایزد کا میں دعا کرتا ہوں کہ اپنے حبیب کے صدقے
میں ساتھ ایمان کے میرا خاتمہ ہو اور زبان پر کلمہ لا الہ الا
اللہ محمد الرسول اللہ جاری رہے آمین ثم آمین
یا محمدؐ جب کہ میں سو یا کروں
تم مجھے دیکھا کرو یا میں تمہیں دیکھا کروں
ہندہ درگاہ سید شہاب الدین سہیل قادر کی حشری شکر

نکات اسرار و رموز

(۹۳)

روز شب ہے وظیفہ مرا یا شکور

نور سے نور پیدا ہوا تو ہے نور
ماہِ خوشید سے لیتا ہے اپنا نور
شمع سے شمع جلتی ہے وہ بھی نور
جلوہ حق کا لاریب تو ہے ظہور
یا شکور یا شکور یا شکور

آئینہ میں عیاں شکل آتی نظر
عکس کوزے کے پانی میں ہے ریسر
آئینہ عین صورت نہیں ہے ریسر
سرا عالم اسی نور کا ہے ظہور
روز شب ہے وظیفہ مرا یا شکور

پانی پانی ہی ہے شکل ہوتا نہیں آئینہ آئینہ عین صورت نہیں
یہ حلول نہیں ذات بھی یہ نہیں رمزیہ سمجھے جس کو خدا کے شعور

روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور
شمع سے شمع جلنے سے گھٹتی نہیں شکل خورشید کی بجا بدلتی نہیں
ذات بندے کی کبھی کچھ بدلتی نہیں ترے لطف و کرم سے ملا یہ شعور
یا شکور یا شکور یا شکور یا شکور

بندہ بندہ خدا ہے خدا ذات میں آجے آئینہ و ماہ ہے ذات میں
کچھ تغیر نہیں ذات کی ذات میں وہ سمجھے نہیں جن میں ہے الفت کالور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور

آپنور علی نور میں یا شکور آپ کی یاد سے دل ہوا نور نور
کس نظر سے پلائی شرابا طہور سامنے آگیا جلوہ کوہ طور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور

آپ سے آنکھ میری لڑائی کیا حضور شیشہ دل مرا ہو گیا چور چور
آنکھیں روشنی ہوتی دل میں نور دل کی دنیا بدلتی میری یا شکور
یا شکور یا شکور یا شکور یا شکور

تھا حقیقت میں بھی بہت دور دور آپ نے مجھ کو بخشا ہے تصور اشعر
کر رہا ہوں یہ پر خار گھاٹی عبور اب سبھا لو سبھا لو مجھے یا شکور
یا شکور یا شکور یا شکور یا شکور

گرچہ رہتا ہوں میں آپ کے دور دور پاس رہتے ہو ہر دم مرے یا شکور
آرزو ہے سہیل حوس کی حضور مرتے دم تک ذباں پر ہے یہ ضرور
یا شکور یا شکور یا شکور یا شکور

منقبت در شان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ

۹۴

معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز

سر اپا نور و عدالت ہی معین الدین اجمیری
 شہنشاہ ولایت ہی معین الدین اجمیری
 وہی نواز و عثمان پادوی کھانی ہی
 زید الدین قطب الدین کالی سونہا جی
 ہے سرکار مدینہ انہیں نہ دیکھیں کھیا
 ہوا اسلام زندہ ہند میں خطبہ کی آمد
 میں قرباں آپ نے تلک سبیل میں ضیاء جی
 عجب کیا ہے کہ میر ہر تاباں کے چکری
 کہیں روکا نہیں جانا جسے پروا نہ تھی
 غم واد وہ سے محکو چھڑانے آپ ہی
 رضا ہوں گوری ہوں انہی در پہ بستان

خدا کی شان رحمت ہی معین الدین اجمیری
 میرا راہ ہدایت ہی معین الدین اجمیری
 وہی شمع طرقت ہی معین الدین اجمیری
 مجسم خود کرامت ہی معین الدین اجمیری
 محمد کسی عسابت ہی معین الدین اجمیری
 پیر شاہ رسالت ہی معین الدین اجمیری
 سر اپا نور و عدالت ہی معین الدین اجمیری
 کہ خود مائل رہے رحمت ہی معین الدین اجمیری
 یہ وہ ہر عدالت ہی معین الدین اجمیری
 در تاق شفاعت ہی معین الدین اجمیری
 سر پاد لطف و رحمت ہی معین الدین اجمیری

شکور ہی فیض نے بخشا مجھے بھی سخی سایہ

مرے پیر طرقت ہی معین الدین اجمیری

سہیل ناتواں کو بھی نوازا آپ نے کیا کیا

شہنشاہ ولایت ہی معین الدین اجمیری

تسلیت بالمخیر

اس کتاب کو پڑھنے سے عوام الناس بالخصوص اہل طریقہ
مستفید ہونے کی توقع ہے کیونکہ ہر ایک شیعہ حب رسول اور نسبت
کا مرقع ہے اور جذبہ محبت کو بیدار کرنے والا ہے جس کا حصول کامل
ایمان کے لئے ضروری ہے۔ بمصدق :-

ترجمہ آیت شریف :- فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے
ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

ترجمہ حدیث شریف :- کوئی شخص تم میں سے مؤمن نہیں ہو سکتا
جب تک کہ مجھ سے اپنے والدین - اپنی اولاد اور تمام لوگوں
سے زیادہ محبت نہ کرے۔

عارفِ روحی :-

بچوں تو ذاتِ پیر را کر دی قبول - ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
قبل ازیں مصنف موصوف نے بزرگانِ عظام کے حالات
زندگی کے متعلق ایک کتاب "ضیاء الاولیاء" کی تالیف
کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک کے صدقہ میں ہر مسلمان کو فیضیاب
ہونے کی توفیق بخشے اور مصنف موصوف کو جزائے خیر عطا
فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعجاز احمد شکاری عفی عنہ

نوٹ - ضیاء الاولیاء آپ

J/216 - C

کی منتظر ہے

آریہ محلہ - راولپنڈی

۵ نومبر ۱۹۸۲ء

ضروری اعلان

الحمد للہ غنیجہ شکوری پاریہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، ہمارا مقصد منافع خوری نہیں بلکہ تبلیغ ہے، اسی لئے اس کا ہدیہ بھی کم رکھا گیا ہے، صاحب استطاعت سے التماس ہے کہ وہ کم سے کم دس کتابیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ ہم ان سے دس کتابوں کا ہدیہ صرف پچیس روپے 25/- وصول کریں گے اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر ثواب دارین حاصل کریں جزاک اللہ بندہ درگاہ

حاجا رشید احمد قریشی رؤفی شکوری

محذرت

میری کوتاہیوں کی وجہ سے غنیجہ شکوری کی اشاعت میں کافی دیر ہو گئی جس کی معافی چاہتا ہوں، بندہ درگاہ الحاج رشید احمد قریشی رؤفی شکوری